اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم

احسن الصناعۃ

فی

تشریح اقسام التوجہ والافاضۃ

فیض، توجہ اور تلقینِ سالکین، ثبوت، ضرورت واہمیت

بقلم

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت

علامہ سید عبد الحق شاہ ترمذی حنفی سیفی

ناشر

جامعہ امامِ ربانی مجددِ الفِ ثانی

بالمقابل شیل پٹرول پمپ، فقیر کالونی، اورنگی ٹاؤن کراچی

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾ (یونس ٦٢)

سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم

احسن الصناعۃ

فی

تشریح اقسام التوجہ والافاضۃ

فیض، توجہ اور تلقین سالکین

ثبوت، ضرورت واہمیت

مؤلف

پیر طریقت رہبر شریعت آفتاب ہدایت

حضرت علامہ صاحبزادہ سید عبدالحق شاہ ترمذی سیفی دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

شعبہ نشر واشاعت جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ

بالمقابل شیل پٹرول پمپ والی گلی فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن نمبر 10 کراچی

نامِ کتاب: احسن الصناعۃ فی تشریح اقسام التوجہ والافاضۃ

مصنّف: فقیر سید عبدالحق شاہ سیفی ترمذی

باہتمام: پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ سید احمد علی شاہ ترمذی حنفی سیفی

نظرِ ثانی و تصحیح کنندہ: استاذ العلماء شیخ الحدیث والقران حضرت علامہ مولانا مفتی سید منور شاہ سیفی صاحب شیخ الحدیث جامعہ علیمیہ اسلامیہ (ناظم آباد کراچی)

طباعت:

اشاعتِ اول: صفر المظفر ۱۴۳۸ھ، بمطابق نومبر ۲۰۱۶ء

تعدادِ طباعت:

ہدیہ:

ناشر: شعبہ نشرواشاعت: جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ: بالمقابل شیل پیٹرول پمپ والی گلی، فقیر کالونی نمبر 10 اورنگی ٹاؤن کراچی۔

رابطہ: 0300-2903600

انتساب

سلاسل اربعہ اور خصوصاً فخر الاولیاء پیر پیران صاحب کمالاتِ ظاہریہ و باطنیہ، مقتدائے اولیاء نقشبندیہ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور منبع البرکات مستجاب الدعوات اشرف الزائرین اکمل الکاملین قطب المحققین شمس العارفین سراج السالکین امام المجذوبین سید العارفین سیدنا و مرشدنا حضرت خواجہ سیف الرحمن نور اللہ مرقدہ اور امام الشریعت والطریقت پیر پیران خواجہ خواجگان مرشد مرشدنا حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی نور اللہ مرقدہ اور جگر گوشہ قیوم زماں پیر طریقت رہبر شریعت منبع فیوض والبرکات سیدنا و مرشدنا حضرت محمد سعید معروف بہ حیدری صاحب مبارک اطال اللہ حیاتہ اور شیخ القرآن والحدیث استاذ العلماء پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا محمد حمید جان سیفی کے مقدس نام ہائے مبارکہ سے منسوب کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں، جن کی تعلیم و تربیت اور محنت شاقہ سے مجھ جیسے نا کارہ کو اس رسالے کی تالیف کا شرف نصیب ہوا۔

حررہ : فقیر سید عبدالحق شاہ سیفی

سبب تالیف

علماءظواہر، جن کا تعلق علمِ باطن کے ساتھ نہیں، ہمیشہ ہی سے اہل اللہ کے معمولات پر اعتراضات کرتے رہے ہیں ۔ مثلاً فی زماننا توجہ اور لطائف کی حرکات اور ذکر قلبی، مراقبات، و دیگر معاملات. تو میں نے اللہ کے فضل و کرم سے اور اولیاء کرام کی توجہات کی برکات سے ان میں سے سب سے پہلے توجہ پر کام شروع کیا۔ اللہ جل شانہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے اپنے دربار میں قبول ومنظور فرمائے ۔آمین۔

حررہ : فقیر سید عبدالحق شاہ سیفی

پیش لفظ

لفظ توجہ باب تَفَعُّلٌ کا مصدر ہے۔جو وَجہٌ سے مشتق ہے اور اس کا معنی کسی کی طرف مڑنا، دیکھنا، کسی کی طرف چہرہ کرنا، متوجہ ہونا۔

صوفیاء کرام کی اصطلاح میں توجہ سے مراد یہ ہے کہ شیخ کا اپنے باطنی کمالات کو اپنے مرید کے باطن میں ڈالنے اور بعض اوقات مرید کو شیخ اپنے سامنے بٹھا کر فیض اس کے لطائف میں منتقل کرتے ہیں۔مرید اور شیخ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔اس عمل کو توجہ کرنا کہتے ہیں۔

اس کی حقیقت یہی ہے کہ صاحب توجہ جس کا باطن وظاہر ذکر اللہ کے نور، لطائف کی تاثیر، شیخ کامل کی توجہ اور نسبت کی برکت سے اس قدر منور ہو چکا ہوتا ہے کہ کبھی وہ اپنی انگلی سے، کبھی اپنی نگاہوں سے، کبھی اپنے لطائف کی قوت سے سالک اور مرید کے سینے میں منتقل کرتا ہے۔

بد قسمتی یہ ہے کہ علماءِ ظاہر میدانِ تصوف وطریقت کے شہسوار نہ ہونے کے باوجود توجہ پر مختلف قسم کے اعتراضات اور افترآت باندھتے ہیں۔اور ارباب تصوف ہونے کے دعویدار لوگ بھی توجہ کی اہمیت کے منکر ہیں۔ان کے ہاں توجہ فرضی اور فیض، زبانی کلامی کسی چیز کو کہتے ہیں۔اور اس کا کوئی عملی وجود ان کے ہاں نہیں ہے۔حالانکہ تصوف سارا ہی عملی اور پریکٹیکل ہے۔ان لوگوں نے چند زبانی اوراد کو تصوف کا نام دے رکھا ہے۔اس لیئے بڑے بڑے آستانوں میں خلافت اور علم باطن کی اشاعت کی اجازت چند لوگوں کو حاصل ہوتی

ہے۔حالانکہ اکابر اولیاء اللہ کا سلسلہ خلافت کی ایک کڑی کو کہتے ہیں۔

زیرنظر کتاب توجہ کی اہمیت اور اقسام کے حوالے سے قرآن و حدیث اور اکبر اولیاء اللہ سے توجہ کے ثبوت اور اقسام کے حوالے سے **محققِ دوراں، پیرِ طریقت منبع علم و حکمت مفتی سید عبدالحق شاہ ترمذی سیفی** کی محققانہ کاوش ہے۔ یہ سالکین و خلفاء کے لیئے بھی مفید ہے کہ وہ توجہ کی عملی صورت کے ساتھ ساتھ اس کی علمی حقیقت بھی جان سکیں گے۔اہل علم اور متردد لوگوں کے لیئے نفع بخش ہے کہ وہ خالی الذہن ہو کر اس کتاب کو پڑھیں اور توجہ کی برکات حاصل کریں۔اور اولیاء اللہ کی صحبت اور توجہ حاصل کریں۔ صاحبِ قال کے ساتھ ساتھ صاحبِ حال بھی بنیں۔تو عوام الناس میں اپنا کھویا ہوا مقام بحال کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

الفقیر العباد:

علامہ غلام حسین سیفی 0321-2022587

خادم علومِ عربیہ دار العلوم حنفیہؒ غوثیہ طارق روڈ کراچی

استفتاء:

کیافرماتے ہیں علماء اہل سنت وجماعت وصوفیاء کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ خانقاہوں اورآستانوں میں کاملین اولیاء کرام کے حضور میں مریدین کو جوتوجہات کی جاتی ہیں آیااس کی اصل ہے اورتوجہ کی کتنی اقسام ہیں؟

(المستفتی محمدافضل حنفی سیفی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب ومنه الصدق والصواب

الحمد للہ الذی رفع اهل الحق ووضع اهل الباطل واحق الحق وابطل الباطل والصلوٰة والسلام علی نبینا وسیّدنا وسندنا ووسیلتنا فی الدارین محمّد النبی المکمل الاکمل وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ الذین جاهدوا لاحقاق الحق وابطال الباطل ورفعوا الحق ووضعوا الباطل وعلیٰ التابعین الذین ناظروا لاظهار الحق واخفاء الباطل وعلیٰ تبعهم الذین لایخافون لومة لائم فی احقاق الحق الراسخ وابطال الباطل الزائل اللّٰهمّ انا نسئلك الفتح والغلبة فی المناظرات مع اهل الباطل بجاه الرسول الاکمل ﷺ امابعد!

توجہ وتصرفِ مشائخ کرام:

انسان گوشت پوست کا بنا ہوا ہے، دھڑکنے والا دل رکھتا ہے، یہ متاثر کرتا بھی ہے اور متاثر ہوتا بھی ہے۔متاثر کرتا ہے اچھے اخلاق سے، عقلمندی سے، علم سے، ایثاروقربانی سے، تواضع سے

یعنی اگر اخلاق حمیدہ اس کے اندر ہوں تو دوسرے لوگ اس سے متاثر ہوتے ہیں ۔ اگر اس کے اندر قوت ارادی بڑھ جائے تو اس کے متاثر کرنے کی صلاحیت بھی بڑھ جاتی ہے، جس بندے میں بھی قوت ارادی بڑھ جائے تو وہ دوسروں کو متاثر کرلیتا ہے حتی کہ مسمر یزم و ہپناٹزم وغیرہ کا عمل کرنے والے بھی اسی سے کام لے کر لوگوں کو اپنا گرویدہ بناتے ہیں ۔ شریعت میں اس کو،، نظر کا لگ جانا،، کہتے ہیں حدیث پاک میں ہے العین حق ،، نظر لگ جانا حق ہے،، یہ عداوت ،حسد، کینہ کی وجہ سے یا پیار سے دیکھنے کی وجہ سے لگ جاتی ہے ۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو نظر لگی اور آپ ﷺ نے اس کے اتارنے کا طریقہ بتایا۔ بہر حال ہم نظر لگنے کو شرعاً حق مانتے ہیں ۔

تو اب سوچنے کی بات ہے کہ جس نظر کے اندر عداوت ہو، دشمنی ہو، حسد ہو جب وہ لگتی ہے تو جس کے اندر شفقت ہو، رحمت ہو، اخلاص ہو، تو یہ نظر دوسرے پر اثر کیوں نہیں دکھا سکے گی ۔ بہر حال اچھی نظر کے لگ جانے کو توجہ کہتے ہیں ۔ اب بری نظر سے تو کوئی شخص بھی انکار نہیں کرسکتا کیونکہ حدیث پاک میں اس کا ذکر ہے (foot note حوالہ لکھنا ہے 1)

امام ابنِ کثیر نے نظر لگنے کے متعلق 25 احادیث وروایات ذکر کی ہیں ۔

اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھ کر بندے کے دل پر جو اثر ہوتا ہے، یہ اصل میں ان کی توجہ ہوتی ہے اسی وجہ سے سالک نیک بننے اور گناہ چھوڑنے کی کوشش کرتا ہے ۔ یہ حدیث پاک سے بھی ثابت ہے چنانچہ نبی کریم ﷺ کی توجہ نقطہ کمال پر تھی ، اگر کسی ایک نظر رحمت پڑتی تو اسے دھو کر پاک وصاف بنا دیتے اور آپ ﷺ کی ایک صحبت دل کی کایا پلٹ کر رکھ دیتی تھی ، لوگ مردہ آتے تھے مسیحا بن کر لوٹتے تھے اور اہل طریقت بھی اسی فیضانِ نبوت کے

ذریعے سالکین کے دل پران کی اصلاح کیلئے اثرڈالتے ہیں۔تصوف وسلوک القائی اورانعکاسی عمل ہے،اس لئے اس راہ پر چلنے اورحصول ترقی کیلئے صحبت ومحبت شیخ ضروری ہےاورشیخ سے اخذفیض اورحصول توجہ کیلئے اعتمادعلی الشیخ نہایت ضروری ہے،توجہ،تصرف ،ہمت اورجمع خاطراس سلسلے کی خاص اصطلاحات ہیں اوران کاماخذ کتاب الٰہی ہے۔

قال اللہ تعالیٰ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ای تغلیب ملکیۃ علی بشریۃ ۔

(تفسیر تبصیر الرحمٰن)

ترجمہ:ہم نےعیسیٰ علیہ السلام کی تائید پاک روح سے کی یعنی وصف ملکیت کوبشریت پر غالب کردیا۔

حدیث نبوی ﷺ سےاسی حقیقت کی تائیدہوتی ہے:

قال النبی ﷺ اللھُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ۔

(رواہ مسلم ج ۴ ص ۱۹۳۳ باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ)

ترجمہ:حضورﷺ نے(حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کےحق میں)دعا کی کہ یااللہ!ان کی مددپاک روح(یعنی جبرئیل علیہ السلام)سے فرما۔

فائدہ:درج بالا آیت اورحدیث سے تائیدوتاثیر باطنی ثابت ہوئی۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں تائید باطنی یوں ظاہرہوئی کہ اوصاف ملکیہ سےمتصف ہوئے اورملائکہ کی دنیامیں جاآبادہوئے اوروحی کی تفسیر سےثابت ہوا کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی تائید سے یقیناً تائید باطنی مرادہے۔حضورﷺ نے دعافرمائی کہ اےاللہ حسان(رضی اللہ عنہ)کے دل میں جبرئیل علیہ السلام کے القاء والہام سے کفارکی توہین کرنے کی قوت پیدا کردے تاکہ وہ ایسے اشعارکہنے

پر قادر ہو جائیں۔

قرآن مجید سے القاء اور تصرف باطنی کی چند مثالیں:

قال اللہ تعالیٰ: اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا۔

(ال عمرٰن ۱۰۳)

ترجمہ: جب تم آپس میں دشمن تھے، اس نے تمہارے دلوں میں ملاپ کر دیا تو اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی ہو گئے۔

وقولہ تعالیٰ :اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

(انفال آیت ۱۲)

جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت رکھو

ایمان والوں کی ہمت بڑھانے اور انہیں ثابت قدم رکھنے کی صورت کیا ہے جس پر فرشتوں کو مامور کیا گیا یہی کہ ان کے دلوں میں ایسی قوت کا القا کریں کہ ان کے دل قوی ہو جائیں اور کفار کا مقابلہ پوری دل جمعی سے کریں۔

مسئلہ: جو مواقع شریعت مطہرہ میں جائز اور محمود ہیں ان میں توجہ اور تصرف کا استعمال جائز اور امراض باطنیہ (حسد، کینہ وغیرہ) میں اور سلب امراض اور کشف ونسبت وغیرہ میں جائز و مستحسن اور کسی کے دل پر زور ڈال کر اس کے دل کا حال معلوم کرنے یا اس سے کوئی رقم حاصل کرنے وغیرہ میں ممنوع ہے۔

حکایت: مثنوی شریف میں مولانا رومؒ نے اس واقعے کو نقل فرمایا ہے: ایک دن صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ ﷺ کے ساتھ ایک مقام پر تشریف فرما تھے۔ صحابہ

کرامؓ نے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! پانی نہیں ہے اور ہم کافی زیادہ پیاسے ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آپ میں سے کوئی ایک چلا جائے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ مبارک کو لے آئے۔ صحابہ کرامؓ میں سے ایک گئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے ساتھ لے آئے۔ آپ ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ یہ سامنے پہاڑ جو نظر آرہا ہے، اس کے پیچھے تین میل کے فاصلے پر ایک کالا حبشی غلام اونٹنی پر سوار ہے اور پانی کا بھرا ہوا مشکیزہ اس کے پاس ہے، اس غلام کو میرے پاس لے آؤ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس طرف تشریف لے گئے اور اس حبشی کو اسی مقام پر پایا جس کی نشاندہی آپ ﷺ نے فرمائی تھی، تو اسے ہاتھ سے پکڑ کر فرمایا: ''ہمارے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ آپ کو بلا رہے ہیں۔'' حبشی غلام نے کہا کہ میں تو آپ کے آقا و مولا کو نہیں پہچانتا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں پہچان کرا دوں گا۔ حبشی ڈر گیا اور زور سے آواز دینے لگا کہ ''اے لوگو! یہ آدمی مجھے قتل کرنا چاہتا ہے، مجھے بچاؤ!'' حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ''میں آپ کو قتل نہیں کرنا چاہتا، بلکہ رسول اللہ ﷺ آپ کو بلا رہے ہیں۔'' آخر حبشی غلام کو آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے حبشی! آپ کہاں جا رہے ہو؟ حبشی نے جواب دیا کہ مجھے میرے آقا نے پانی لینے کے لئے بھیجا تھا، اور میں نے پانی پا لیا لیکن ابھی کافی دیر ہو چکی ہے لہٰذا مجھے جانا ہے، کہیں میرا آقا یہ نہ سوچے کہ کسی نے اس کے غلام کو قتل کر دیا ہے۔ لیکن جب حبشی غلام نے آپ ﷺ کی والضحیٰ چہرۂ انور کا دیدار کیا اور آپ ﷺ کے حسن و جمال پر نظر پڑی تو حبشی غلام حیران ہوا اور ہر چیز بھول گیا۔ اور زور سے چلانے لگا اور کہنے لگا، اے میرے بھائیوں، دنیا اور زمین میں میں نے

ایسا چہرہ کبھی نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاتھ دو۔ حبشی نے ہاتھ دے دیا تو آپ ﷺ اسے کلمہ پڑھانے لگے، اور وہ مسلمان ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے حبشی غلام سے پانی کا مشکیزہ لیا اور اس پر اپنی انگلیاں مبارک رکھیں، اصل میں اس وقت آپ ﷺ کا دست مبارک حوضِ کوثر کے ساتھ ملا ہوا تھا اور واسطہ وہ مشکیزہ بنا۔ تمام صحاب کرام رضی اللہ عنہم نے اس سے وضو بھی کیا اور پانی بھی پی لیا یعنی آپ ﷺ کی انگلی مبارک کی برکت سے اس مشکیزے سے چشمے جاری ہوئے لیکن پھر بھی اس مشکیزہ کا پانی کم نہیں ہوا۔ حبشی غلام نے جب یہ منظر دیکھا تو اس کا عقیدہ اور بھی مضبوط ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اب آپ واپس چلے جائیے۔ حبشی نے کہا کہ مجھے اپنے آپ سے جدا نہ کریں۔ حتیٰ کہ مجھے اپنے مالک کے گھر کا بھی پتہ نہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی چادر مبارک اس پر ڈالی اور اسے اپنے سینے کہ ساتھ لگا کر توجہ اتحادی فرمائی۔ جب حضور ﷺ نے اس سے چادر ہٹائی تو اس کالے حبشی غلام کا کالا رنگ تمام بدن سے ختم ہو چکا تھا، اور اس کا چہرہ سفید چمک رہا تھا۔ تمام حالات اس کے بدل گئے۔ آپ ﷺ نے اسے ارشاد فرمایا کہ آپ کو میرا امر ہے کہ آپ واپس چلے جائیں۔ حبشی غلام اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور چلا گیا۔ وہاں اس کے گاؤں کے پاس اس کا آقا اور اسکے ساتھ کچھ لوگ اسے ڈھونڈنے کے لئے نکلے ہوئے تھے۔ جب اس کے آقا نے اس اونٹنی کو دیکھا تو کہنے لگا کہ اونٹنی بھی وہی ہے، مشکیزہ بھی وہی ہے، صرف آدمی بدلا ہوا ہے، یہ میرا غلام نہیں ہے کیونکہ وہ تو کالا تھا اور یہ تو بالکل سفید اور نورانی چہرہ والا انسان۔ اسکے آقا کو شک ہوا کہ اس کے غلام کو اس شخص نے قتل کیا ہے اور اب اونٹ کو چوری کر کے لے جا رہا ہے۔ اس نے لوگوں سے کہا کہ اس کو پکڑ لو۔ حبشی سمجھ گیا کہ

میرے آقا نے مجھے نہیں پہچانا تو یہ بھی اپنے لئے فکر مند ہوا اور آواز لگائی ''کہ میں وہی کالا حبشی غلام ہوں''۔ تو گاؤں کے لوگوں نے اس کی آواز سے اس کو پہچان لیا۔ حبشی غلام نے تمام واقعہ ان کے سامنے بیان کیا، تو حبشی نے اپنے آقا اور گاؤں کے تمام لوگوں کو حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا اور سب کے سب مشرف بہ اسلام ہوئے۔

(التجلیات الرحمانیہ فی معادن الحقائق الاسلامیہ ج۱ ص ۳۱۶)

فائدہ: اس واقعہ سے آپ ﷺ کا علم غیب عطائی بھی ثابت ہوا اور توجہ اتحادی بھی ثابت ہوئی جیسا کہ اس کی تفصیل بیان ہوگئی۔

توجہ کے بارے میں ابوالزھراء اویس بن عبداللہ المجتبی الحسینی لکھتے ہیں۔

کیفیۃ التوجہ الی اللطائف والمقامات: (لطائف اور مقامات کی طرف توجہ کی کیفیت)

اعلم ان مشائخنا یتوجھون " اولاً: علی اللطائف وطریقة التوجه أن یجعل الشیخ قلبه حذاء قلب الطالب ملتجئاً الی حضرۃ الحق ومستمداً من ارواح مشائخ الطریقة ویصرف همته لإلقاء أنوار الذکر التی وصلت إلی قلبه لتصل إلی قلب الطالب حسب استعداده ویتوجه الی جمیع اللطائف مثل ذلك۔

ترجمہ: جان لو کہ ہمارے مشائخ توجہ فرماتے ہیں، سب سے پہلے مشائخ کی توجہ لطائف پر ہوتی ہے اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ شیخ اپنے قلب کو طالب (مرید) کے قلب کی طرف کر کے اس حال میں کہ شیخ بارگاہ حق سبحانہ تعالیٰ سے التجا کرنے والا ہو اور مشائخ طریقت کی ارواح سے استمداد لینے والا ہو اور اپنی ہمت کو صرف کرے ذکر کے انوار کے القاء کیلئے جو اس کے سینے سے پہنچتی ہے مرید کے قلب کی طرف، اس کی استعداد کے موافق، اسی طرح تمام لطائف کی طرف توجہ کرے۔

و كذلك يتوجه فى أى مقام من مقامات السلوك وينبغي اولاًأن ينصبغ بأنوار ذلك المقام و كيفياته ثم يلقيها بصرف همته التوبة إلى زيادة باطن الطالب ۔و كذلك يتوجه الشيخ إلى المراقبة كل نوع منها بحسبه ويتوجه كذلك لحصول نسبة الجمعية وحضور القلب۔

ترجمہ:اسی طرح شیخ توجہ کرے گا سلوک کے مقامات میں سے کسی مقام میں،مناسب ہے کہ اول رنگ دے اس مقام کو انوار کے ساتھ اور اسکی کیفیت کے ساتھ، پھر یہ کثرت توبہ کی اِلقاء کرے اپنی ہمت کو صرف کرتے ہوئے طالب کے باطن پر، اوراسی طرح شیخ توجہ کرے گا مراقبے کی طرف اسکی ہراک قسم سے اندازے کے مطابق اوراسی طرح توجہ کرے گا تاکہ نسبتِ جمعیت اوراسے حضور قلب حاصل ہوجائے۔

وجمعية القلب عبارة عن زوال الخطرات والحضور عبارة عن توجه قلب الطالب إلى الحق فإن حصلت له نسبة الجمعية والحضور توجه إليه لحصول الجذب إلى الفوق فإن حصل له ذلك وظهرت له الانوار التى علامتها توجه القلب إلى اصله فوق العرش و كذلك تصل كل لطيفة إلى اصلها أو يحصل له جذب ببركة توجه الشيخ الكامل وحصول السرعة فى سير السالك يكون من دوام استنفاعه بالاذكار والانقطاع عن الخلق ودوام التوجه إلى الله ومن كثرة توجهات الشيخ الكامل ومن قوة استعداد المريد۔

ترجمہ: جمعیت قلب عبارت ہے خطرات (وسواس) کو زائل کرنے سے اور حضور عبارت ہے طالب کے قلب کی توجہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے اگر اس کو نسبت جمعیت اور حضور حاصل ہوجائے تو یہ حصول جذب کیلئے فوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے پس جب اس کو یہ حاصل ہوجائیں اور ظاہر ہوجائیں

اس فوق کی نشانیاں اور انوارات تو پھر قلب متوجہ ہو جاتا ہے اپنی اصل کی طرف جو فوق العرش ہے اسی طرح ہر ایک لطیفہ اپنے اصل کی طرف پہنچتا ہے یا اسکو جذب حاصل ہوتا ہے شیخ کامل کی توجہ کی برکت سے، اور سالک کے سلوک میں سرعت کے حصول کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے اذکار سے ہمیشہ نفع طلب کرتا رہے اور مخلوق خدا سے انقطاع تعلق رکھے ور اللہ کی طرف ہمیشگی کے ساتھ تعلق رکھے یا اسی طرح سیر السلوک میں اسکو تیزی شیخ کامل کی کثرت توجہات اور مرید کی استعداد کی قوت سے بھی ملتی ہے۔

(الاشارات السنیۃ لسالکی الطریقۃ النقشبندیہ ص ٦٨)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اور توجہ کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد پہلے خود تمام خیالات سے خالی ہو جائے اور پھر اپنے دل کو اس کے دل کے مقابل کرے اور خدا کے اسم ذات کی ضرب اس کے دل پر لگائے اور یہ خیال کرے کہ موجودہ ذکر کی کیفیت میری وجہ سے اس کو حاصل ہو رہی ہے اور یہ ذکر اس کے دل میں سرایت کر رہا ہے اور یہ ضربیں ایک سو ایک بار ہونی چاہیئے تا کہ شوق اور ذکر کی حرارت اس کے قلب پر اثر کرے اور اس کا قلب ذکر سے حرکت کرنے لگے بعد ازیں جو ذکر اس کی حیثیت کے مطابق ہو اس کو دینا چاہیئے اور مرید کو مرشد کے بتائے ہوئے اشغال میں مشغول ہونا اور باطنی اسرار کو چھپانا چاہیئے تا کہ انوار و اسرار اس کو حاصل ہو جائیں۔ (کلیات امدادیہ ص ۱۲ و ص ۵۴)

مشائخ کے تصرفات اور توجہ کا طریقہ:

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

شیخ تمام باتوں سے خالی ہو اپنے نفس ناطقہ کی طرف اس نسبت میں جس القاء مرید پر منظور ہو متوجہ ہو اور توجہ قلبی مرید کی طرف مائل کرے کہ میری کیفیت جذب مرید میں اثر کر رہی ہے خیال کرے

ان شآء اللہ حسب استعداد نور برکتیں حاصل ہونگی اور لطیفۂ قلب کے جاری کرنے کے بعد ہر لطیفہ پر تدریجاً توجہ کرے اور اس طرح انوار مراقبات ولطائف کے القاء میں توجہ کرے اور اگر مرید موجود نہ ہو تو اس کی صورت کا تصور کر کے غائبانہ توجہ کرے اور اسے فائدہ پہنچائے۔ (کلیات امدادیہ ص ۵۴)

حضرتِ عالی امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی ،حنفی ،نقشبندی ،قدس سرہ اپنے مکتوبات میں مکتوب نمبر ۳ میں فرماتے ہیں: عرض داشت آنکہ یاراں کہ این جاا ندوہم چنین یاران آنجائے ہرکدام بامقام محبوس اند طریق برآوردن آنہاازآن مقامات متعسر ست آن قدرقدرت کہ مناسب آن مقام ست درخود نمی یابد حق سبحانہ ببرکت توجہات علیہ حضرت ایشان ترقی بخشد

ترجمہ: گزارش ہے کہ وہ ساتھی جو یہاں ہے اور ایسے ہی وہاں کے ساتھی ہر کوئی کسی نا کسی مقام پر رکا ہوا ہے ان کو ان مقامات سے باہر نکالنے کا طریقہ مشکل ہے یہ فقیر اپنے اندر اس قدر قدرت نہیں پاتا جو اس مقام کے مناسب ہے اللہ تعالیٰ آپ کی بلند توجہات کی برکت سے انہیں ترقی بخشے۔

شرح: حضرت امام ربانی قدس سرہ اپنے یاران طریقت کے باطنی حالات کا تجزیہ اپنے مرشد بزرگوار کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں کہ وہ احباب جو یہاں سرہند شریف میں زیر تربیت ہیں اور وہ یار جو آپ نے دہلی سے بندہ کی تربیت میں سلوک طے کرنے کیلئے بھیجے ہیں وہ کسی نا کسی خاص مقام پر پہنچ کر رکے ہوئے ہیں اور آگے ترقی نہیں کر رہے یہ فقیر بھی (ابھی تک) اپنے اندر اتنی ہمت اور وسعت نہیں پاتا کہ انہیں اس مشکل سے نکال سکے۔اس لئے یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی توجہات عالیہ کی برکت سے انہیں ترقی عطا فرمائے۔

یاران اینجا سے مراد صوفیائے سرہند شریف اور آپ کے خاص وخدام ہیں یاران آنجا سے مراد صوفیائے دہلی شریف اور وہ خاص خدام ہیں جو حضرت خواجہ قدس سرہ نے منازل سلوک طے کرنے کیلئے حضرت امام ربانی قدس سرہ کے زیرتربیت رہنے کیلئے بھیجے ہوئے تھے۔ یار فارسی زبان کا لفظ ہے جو دوست ،خلیل،محب اور محبوب کے معنی میں مستعمل ہے۔ اصطلاح طریقت میں مرید یا پیر بھائی کو یار کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم کی رو سے متقین کے باہمی اخلاص وتعلق پر بھی یہ لفظ صادق آسکتا ہے۔

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ﴿٦٧﴾

گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار (الزخرف)

اور حدیث مبارکہ این المتحابون بجلالی (ترمذی ص٦٢ ج٢) بھی اسی مفہوم کی غماز ہے۔

سالکین کی تین اقسام:

منازل سلوک میں سیر کرنے والے تین قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔

واقفین راجعین سابقین

واقفین

اثنائے سلوک میں کسی مقام پر تھوڑی دیر کیلئے رک جانے والوں کو واقفین کہا جاتا ہے۔

راجعین

وہ سالک جو زیادہ دیر تک کسی مقام میں رکے رہیں اور ترقی نہ کریں انہیں راجعین کہا جاتا ہے۔ یہ مقام خطرے سے خالی نہیں زیادہ دیر رکے رہنے سے رجعت واقع ہوجاتی ہے اور سالک تنزل کا شکار ہوکر اپنے مقام سے گر جاتا ہے۔

سابقین

وہ خوش نصیب سالکین جو رحمت خداوندی سے ہر آن ترقی پذیر ہوتے رہیں اور قرب و وصل کے مقام تک جا پہنچیں۔ سابقین کہلاتے ہیں۔

وَ السّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ﴿۱۰﴾ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ﴿۱۱﴾

اور جو سبقت لے گئے وہ تو سبقت ہی لے گئے وہی مقرّبِ بارگاہ ہیں۔(سورۃ واقعہ) میں ایسے ہی حال و مقام کی طرف اشارہ ہے۔

دلیل نمبر ا حضرت امام ربانی قدس سرہ نے اس مکتوب میں اپنے احباب کی دو حالتوں کا ذکر فرمایا ہے کہ ہمارے بعض ساتھی واقفین ہیں اور بعض سابقین ہیں لیکن ہمارے ساتھی راجعین کے زمرے میں نہیں آتے۔ والحمدللہ علی ذالکُ۔ آپ قدس سرہ نے احباب کی باطنی تکمیل کے بارے میں جو اپنے عجز کا اظہار فرمایا ہے یہ آپ کی کسر نفسی ہے یا اثنائے سلوک میں ہونے کی وجہ سے اپنی ہمت صرف کرنے کی بجائے اپنے شیخ کی توجہ کو زیادہ مؤثر اور مفید سمجھ کر یہ عرض داشت پیش کی ہے۔

توجہ شیخ کیا ہے۔۔۔۔۔۔؟

شیخ کا اپنی قوت ارادی اور قلبی طاقت سے طالب کے دل پر اثر ڈال کر اس کی باطنی حالت میں تبدیلی پیدا کر دینا توجہ کہلاتا ہے۔

سلوک کی منزلوں میں شیخ ہر سبق کیلئے توجہ کے ذریعے طالب کے لطائف پر فیض القا کرتا ہے اس کو تصرف یا ہمت بھی کہا جاتا ہے۔

توجہ کا ثبوت قرآن وحدیث سے

توجہ کے اس مفہوم کی قرآن وحدیث سے تائید ہوتی ہے جیسے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی توجہ اولاد کیلئے اصلاح احوال کا ذریعہ ثابت ہوئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا صٰلِحِينَ ﴿٩﴾

کہ تمہارے باپ کا چہرہ (رخ) صرف تمہاری ہی طرف رہے اور اس کے بعد پھر نیک ہو جانا (یوسف)

یہاں صالحیت سے مراد اصلاح دینیہ بھی ہے اور دنیویہ بھی (فافہم)

دوسری جگہ ارشاد قرآنی ہے

اِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلٰئِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ اٰمَنُوا

جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت رکھو (سورۃ انفال ۱۲) یعنی ان کی ہمت بڑھاؤ،، فرشتوں کا ایمان والوں کو ثابت قدم رکھنے اور ان کی ہمت بڑھانے کی یہی صورت ہے کہ ان کے دلوں میں ایسی قوت اور جذبہ القاء کریں کہ وہ کفار کے مقابلے میں مضبوطی دکھائیں اور ڈٹ کر لڑیں، یہ عمل بھی توجہ ہی کہلائے گا۔

اسی طرح پہلی وحی کے نزول کے وقت غار حراء میں جبریل امین علیہ السلام کا حضور سرور عالم ﷺ کو سینے سے لگا کر دبانا قوت توجہ اور صرف ہمت کا واضح ثبوت ہے جیسا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔

فَغطنی حتی بلغ منی الجھد۔ (بخاری ص ۲ ج ۱) یعنی جبریل علیہ السلام نے مجھ (ﷺ) کو دبایا یہاں تک کہ مجھے مشقت پہنچی۔ اس حدیث کی شرح میں عارف کامل حضرت عبداللہ

بن ابی جمرہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔فیہ دلیل علی ان اتصال جرم الغاط بالمغط وضمہ الیہ تحدث بہ فی الباطن قوۃ نوریہ۔یعنی اس حدیث میں اس امر پر دلیل ہے کہ دبانے والے کا اتصال اس کے جسم سے ہوا جس کو دبایا گیا ہے تو یہ اتصال حصول فیض کا ایک طریقہ ہے جس سے باطن میں ایک قوت نورانیہ پیدا ہو جاتی ہے اور آگے چل کر لکھتے ہیں

وقدوجدذلك اهل الميراث من اهل الصوفة المتبعين المحققين حتى لقدحكى عن بعض فضلائهم انه اتاه ناس يتكدون عليه فابى عن اجابتهم وكان بحضرته رجل من العوام راعى غنم فدعاه الشيخ فضمه اليه ثم قال له اجب هؤلاء عماسئلواعنه فاجاب الرجل وابلغ فى الجواب ثم اعرضواعليه مسائل فبكى يفصل ويمنع ويجيزحتى قطع من حضره من الفقهاء فى البحث ثم دعاه الشيخ فضمه اليه فاذاهوقدرجع الىٰ حاله اولاًلايعرف شيئاًفقال له رجل ياايهاالسيدان الفقراء اذاوهبوا شيئالايرجعون فيه فقال له نعم هو كذلك ولكن ليس لك نسبة فى ذلك الشان ثم بشره بخيروكان كذلك۔

ترجمہ:فیض کا جو فیضان ہے یہ میراث ہے ان صوفیاء محققین کرام کیلئے جو آپ ﷺ مبارک کی کامل تابعداری کرتے ہیں حتی کہ بعض علماء نے حکایت بیان کی ہے کہ ایک اللہ والے کے پاس کچھ علماء (اہل ظاہر) آئے اور ان پر اعتراضات اور سوالات کرنے لگے تو اس اللہ کے ولی نے جواب دینے سے انکار کیا تو ان کی مجلس میں ایک عام آدمی جو کہ بھیڑ بکریوں کا چرواہا تھا اس اللہ والے نے اسے بلوایا اور اسے اپنے سینے سے لگایا (اور توجہ

اتحادی اس کی طرف کی) پھر اس اللہ والے نے کہا کہ ان لوگوں کو جواب دو تو اس چرواہے نے ان لوگوں کو جواب دیئے جو انہوں نے سوالات کیے تھے اور حق جواب دیئے پھر انہوں نے کچھ مسائل پیش کئے تو کسی میں تفصیل بیان کی تو کسی میں ممنوعیت بیان کی اور کسی میں اجازت دی ۔ یہاں تک کہ بڑے بڑے فقہاء بحث کرنے میں خاموش کھڑے رہ گئے پھر اس اللہ والے نے اسے اپنے سینے سے لگایا تو وہ شخص پہلے کی طرح چرواہا بن گیا جو کچھ نہیں جانتا تھا، تو اس چرواہے نے کہا کہ اے اللہ کے ولی ! اے سید! اللہ والے جب کوئی چیز کسی کو عطا کر دیتے ہیں تو پھر واپس نہیں لیتے تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ ہاں بالکل ایسا ہی ہے لیکن تو اس کا اہل نہیں ہے پھر اس اللہ والے نے اسے خیر کی بشارت دی ۔ (بہجۃ النفوس ص ۱۶ ج ۱ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان)

اسی طرح احادیث مبارکہ میں حضور علیہ السلام کا حضرت سیدنا عمر، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ، حضرت سیدنا معاذ بن جبل، حضرت ابو محذورہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پکڑ کر، سینے پر ہاتھ رکھ کر، سر سے ناف تک ہاتھ پھیر کر، نظر خاص فرما کر توجہ کے ذریعے احوال و کیفیات بدل دینا تواتر کے ساتھ ثابت ہے ۔

(تفصیلات کیلئے مستدرک ص ۸۴ ج ۳، مجمع الزوائد ص ۶۸ ج ۹، مسند احمد ص ۱۴۹ ج ۱، ابو داؤد ص ۱۴۹ ج ۲، مسند احمد ص ۸۷ ج ۵، ابن ماجہ ص ۵۲)

اسی طرح اولیاء کرام کی توجہات اور تصرفات سے بیشمار انسانوں کے دلوں اور دماغوں میں انقلاب پیدا ہونا، توبہ کی توفیق ملنا اور فیض ولایت حاصل ہونا بھی تسلسل کے ساتھ ثابت ہے جس سے کسی بھی اہل عقل و فہم کو انکار نہیں ہو سکتا ۔

دلیل نمبر ۲ شیخ کی توجہ کیلئے طالب اور مرید کے قلب میں قبولیت کی استعداد کا ہونا ضروری ہے اس لئے یہ اعتراض بے جا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ابو طالب وغیرہ پر توجہ کیوں نہ فرمائی۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اہل اللہ کی توجہات حکمت خداوندی کے تابع ہوتی ہیں کیونکہ ہدایت اور ضلالت اللہ تعالیٰ کی مشیت پر منحصر ہے۔

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ اللہ بہت سے لوگوں کو اس سے گمراہ کرتا ہے اور بہت سے لوگوں کو ہدایت فرماتا ہے۔ (البقرہ ۲۶)

اقسام توجہ:

صوفیائے کرام نے توجہ وتصرف کی مختلف اقسام بیان فرمائی ہیں جن میں سے تین اقسام زیادہ معروف ہیں۔

۱۔ توجہ انعکاسی

جیسے کسی چیز پر شیشے یا روشنی کا عکس اور پرتو پڑنا یا اہل مجلس کا عطر وغیرہ کی خوشبو پانا انعکاسی توجہ کے مشابہ ہے۔ یہ توجہ وقتی اور عارضی ہوتی ہے۔ اس قسم کا اثر بھی تھوڑی دیر کیلئے ہوتا ہے اسلئے یہ توجہ اگرچہ ضعیف ہوتی ہے لیکن فائدے سے خالی نہیں۔

۲۔ توجہ القائی

اس توجہ کی مثال یوں ہے جیسے کوئی شخص دیئے (چراغ) میں بتی اور تیل ڈال کر لایا تو دوسرے نے آگ لگا کر روشن کر دیا۔ یہ تاثیر کچھ طاقت رکھتی ہے اور کچھ دیر اس کا اثر باقی رہتا ہے لیکن جب کوئی بیرونی صدمہ پہنچے مثلاً آندھی، بارش وغیرہ تو اس کا اثر جاتا رہتا ہے اس لئے یہ توجہ کسی حد تک مفید ضرور ہے لیکن لطائف کی مکمل اصلاح نہیں کر سکتی۔ اس لئے مرید کو مجاہدہ کی ضرورت ہوتی ہے

-

۳۔اتحادی:

یہ توجہ سب سے زیادہ قوی ہوتی ہے اس میں شیخ اپنی پوری ہمت صرف کر کے اپنی روح کے کمالات طالب کی روح میں القاء کر دیتا ہے اس طرح کہ دونوں روحیں باہم جذب ہوجاتی ہیں جیسے کہ حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نانبائی کو توجہ اتحادی دے کر اس کے ظاہر و باطن کو اپنے جیسا بنا دیا جس کو وہ ضبط نہ کر کے وصال پا گیا۔(تفسیر عزیزی سورۃ علق)

دلیل نمبر۳:

اولیائے کرام سے ازالہ گناہ، القائے توبہ، حل مشکلات، سلب امراض اور احیائے اموات کیلئے بھی توجہ ڈالنا ثابت ہے اور یہ معاملہ ان کی کرامات کے زمرے میں آتا ہے۔

طریق توجہ:

شیخ مرید کو سامنے بٹھا کر اپنے قلب کو اس کے قلب پر غالب کرے اور خطرۂ غیر کو اس کے قلب پر آنے سے روک کر جذبہ قلبی کے ساتھ مرید کے دل پر اپنی نسبت القا کرے اور اپنے آپ کو ہر قسم کے خیالات سے خالی کر کے اپنے نفس ناطقہ کی طرف اس نسبت میں متوجہ ہوجائے جس کو طالب کے دل میں ڈالنا منظور ہو اور اپنی پوری باطنی ہمت کے ساتھ یہ تصور کرے کہ میرے دل سے فیوض و انوار طالب یا مرید کے دل میں سرایت کر رہے ہیں ان شآء اللہ تعالےٰ طالب کی قابلیت اور استعداد کے مطابق اس کو فیوض و برکات حاصل ہونگے اسی طرح مرید کے جس لطیفے میں ذکر جاری کرنا مقصود ہو اپنے اسی لطیفہ کو مرید کے لطیفہ کے مقابل سمجھ کر ہر قسم کے خیال کو دونوں طرف سے روک کر مرید کے دل کو اپنے دل کی طرف کھینچے اور اسم ذات کی ضرب لگائے تا کہ اس توجہ اور ضرب کے اثر سے مرید کے اس لطیفہ میں جنبش پیدا ہو کر ذکر جاری ہوجائے۔اسی طرح دیر تک

متوجہ رہے اور روزانہ اس عمل کا تکرار جاری رکھے تا کہ توجہ کی تاثیرات راسخ ہو جائیں اور مرید کے دل میں حرارت اور نفیٔ خاطر کی کیفیت پیدا ہو جائے اگر مرید غیر حاضر ہو تو اس کی صورت کا تصور کر کے غائبانہ توجہ بھی دی جاسکتی ہے جیسا کہ بعض مشائخ کا معمول منقول ہے۔ صرف ہمت کا مطلب یہ ہے کہ دل میں جمعیت اور یکسوئی رہے اور ارادہ مضبوط رہے تا کہ دل میں اس مراد کے سوا کوئی دوسرا خیال نہ آسکے۔

(البینات شرح مکتوبات جلد اول مکتوب نمبر ۳ ص ۱۶۷ تا ۱۷۳)

حضرت ابو العباس محی الدین سید شیخ احمد رفاعی الحسنیؒ فرماتے ہیں:

(الرجل من یربی بحالہ): لا من یربی بمقالہ، واذا جمع بین الحال والقال فھو الرجل الاکمل۔

ترجمہ: مرد وہ ہے جو اپنے حال سے (مریدوں کی) تربیّت کرے نہ وہ جو تنہا باتوں ہی سے تربیّت کرے اور جو شخص حال و مقال دونوں کا جامع ہو (کہ حال سے بھی تربیّت کرتا ہو اور زبان سے بھی، روک ٹوک کرنا، نصیحت کرنا، علوم و معارف بیان کرتا رہتا ہو) وہ تو بڑا کامل مرد ہے۔

(البرھان المؤید، آداب الذکر، ص، ۴۳، مکتبۃ المعارف، بیروت)

سراج السالکین سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ فرماتے ہیں

ادخال السرور فی قلب المؤمن کالبحر وسائر العبادات کالقطر

''مومن کے دل میں سرور داخل کرنا سمندر کی طرح ہے اور دیگر عبادات قطرے کی طرح ہے۔''

(مکتوباتِ اشرفی/ پہلا ایڈیشن، ص: ۲۳۹)

حضرت سیدنا شیخ المشائخ میر برہان شیخ الشیوخ امیر کلالؒ کے حالات میں، جب بزرگ والدین نقشبند سرتاج اولیاء بہاؤالحقؒ نے آپ پر توجہ کی تو یہ حالت ہوگئی کہ ہر وقت جذب وسکر میں رہتے۔ لوگوں سے قطع تعلق ہو گیا اور کسی کے پاس آرام وسکون نہ ملتا۔ (خزینۃ الاصفیاء ص، ۷۲)

وھم ایشان (حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ) فرمودند کہ: خواجہء بزرگ (بہاء الدین نقشبند رحمۃ

اللہ علیہ) رادرخواب دیدم کہ در من تصرّف کردند و من بیخود بیفتادم۔ چون باخود آمدم، خواجہ از من گزشتہ بودند، خواستم کہ در عقب بروم۔ پیرھائے من درھم منی پیچید۔ بہ محنت بسیار بہ خواجہ رسیدم۔ فرمودند کہ مبارکباد۔

ترجمہ: حضرت سیدنا شیخ کبیر خواجہ عبید اللہ احرارؒ یہ بھی فرماتے تھے کہ خواجہ بزرگوار (امام طریقہ بہاء الحق والدینؒ) کو میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھ پر توجہ تصرف فرمائی جس سے میں بیخود ہو کر گر پڑا۔ جب مجھے ہوش آیا تو خواجہ تشریف لے گئے تھے، میں نے چاہا کہ آپ کے پیچھے جاؤں۔ لیکن میرے پاؤں لڑکھڑا گئے۔ بڑی محنت سے خواجہ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ نے فرمایا کہ تم کو مبارک ہو۔

(نفحات الانس من حضرات القدس، ص، ۴۱۶، مرکز پخش: انشرات علمی، خیابان انقلاب، مقابل دانشگاہ، تہران)

(نفحات الانس ص442)

وھمہ ءمریدان ابوالقصر چنان بودند کہ ایشان رانعرہ ھای عظیم بود، وھر دوازوی حکایت کردی۔

ترجمہ: حضرت سیدنا شیخ المشائخ خواجہ کا کا ابوالفقیرؒ بستی کے حالات میں ابوقصر کے سب مرید ایسے تھے کہ نعرے بڑے مارا کرتے تھے۔ اور یہ دونوں اپنے پیر کی حکایات بیان کرتے تھے۔

(نفحات الانس من حضرات القدس، ص، ۳۴۳، مرکز پخش: انشرات علمی، خیابان انقلاب، مقابل دانشگاہ، تہران)

(نفحات الانس ص369)

اسی طرح حضرت العلامۃ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

بہ غلام محمد خان صدور یافتہ در بیان استفسار حالات معہ امر بتوجہ گرفتن ازین جامع مکاتیب نالائق کار و دیگر نوازشات در بارۂ این ناہنجار: خان صاحب عالی مراتب غلام محمد خان سلمہ اللہ تعالیٰ از فقیر غلام علی عفی عنہ بعد سلام اشتیاق معلوم نمایند دیر است کہ ورود عنایت نامہ مسرت رسان نگردیدہ امید کہ بہ تحریر احوال خود شادکام فرمودہ باشند درین ولایت صاحب جامع کمالات حضرت رؤف احمد صاحب بعنایت الٰہی طریقہ از فقیر گرفتہ اجازت یافتہ اند مناسب آن نمود کہ ایشان دران ضلع الفت

دارند وطریقہ را رواج بخشند وشما را اگر فرصت باشد از ایشان توجہ بگیرند بس مناسب است اللہ تعالیٰ بیمن قدم ایشان دران ضلع برکت وآبادی کرامت فرماید والسلام۔

(مکاتب شریفہ، مکتوب بیست وہفتم، صفحہ ۴۷)

ترجمہ: "غلام محمد خان (صاحبؒ) کی خدمت میں تحریر فرمایا، حالات کے استفسار، نیز اس جامع مکاتیب، نکھے (حضرت شاہ رؤف احمدؒ) سے توجہ لینے کا حکم فرمانے اور اس ناچیز پر دیگر نوازشوں کے بیان میں: (بسم اللہ الرحمن الرحیم) عالی مراتب خان صاحب غلام محمد خان سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر غلام علی عفی عنہ سے شوق بھرے سلام کے بعد معلوم فرمائیں کہ مدت سے آپ کا مسرت رساں عنایت نامہ نہیں آیا۔ امید ہے کہ اپنے احوال لکھ کر خوش کریں گے۔ اس ملک میں کمالات کے جامع حضرت رؤف احمد صاحب نے عنایت الٰہی سے اس فقیر سے طریقت کی اجازت حاصل کی ہے۔ یہ مناسب معلوم ہوا کہ وہ اس ضلع میں الفت رکھتے ہیں، اور وہاں اس طریقے کو رائج کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کو اگر فرصت ہے تو ان سے توجہ حاصل کریں، بس مناسب ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے قدم مبارک سے اس ضلع کو برکت اور آبادی کرامت فرمائے۔ والسلام"

اسی طرح حضرت العلامۃ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

بجناب شاہ عبد اللطیف در ترغیب افادہ نمودن از ین ہیچمدان کہ فی الحقیقۃ فیض حضرت ایشان است:

بخدمت شریف شاہ صاحب والا مناقب حضرت شاہ عبد اللطیف صاحب معروف بمیاں ننھے صاحب سلمہم اللہ تعالیٰ بعد سلام نیاز گزارش مینماید عنایت نامہ بورود مسعود مسرت بخشید با این ہمہ الطاف سلامت باشند یادآوری بزرگان خوردان را موجب سعادت ایشان است امید کہ بدعای خیر حسن خاتمہ ودوام عافیت وسلامت ایمان ومغفرت مدد فرما باشند حضرت میان رؤف احمد پیرزادہ سلمہ اللہ تعالی ازین فقیر طریقہ گرفتہ بشغل ومراقبہ فیض حاصل کردہ اجازت یافتہ اند تاثیر در صحبت

وتوجہ ایشان اللہ تعالیٰ عنایت فرمودہ است فالحمدللہ علی ذلک ایشان را آنجا فرستادہ شدہ تا ہر کہ خواہد از ایشان استفادہ نمایند اللہ تعالیٰ آنچہ گمان بندہ در حق ایشان است صادق فرماید آمین والسلام۔(مکاتب شریفہ، مکتوب سی ام، صفحہ ۴۸)

ترجمہ: ”جناب شاہ عبداللطیف (رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا، اس نادان (حضرت شاہ رؤف احمدؒ) سے استفادہ کرنے کی ترغیب میں، جو دراصل حضرت اقدس ہی کا فیض ہے: (بسم اللہ الرحمن الرحیم) بلند مناقب شاہ صاحب، حضرت شاہ عبداللطیف صاحب، معروف میاں ننھے صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت شریف میں سلام نیاز کے بعد التماس ہے کہ آپ کے عنایت نامہ کے ورود مسعود خط پہنچنے نے مسرت بخشی۔ ان تمام مہربانیوں کے ساتھ سلامت رہیں۔ بزرگوں کا چھوٹوں کو یاد فرمانا، ان کی سعادت کا ذریعہ ہے۔ امید ہے کہ خاتمہ بالخیر، ہمیشہ کی عافیت، ایمان کی سلامتی اور بخشش کی دعائے خیر کے ساتھ مدد فرماتے رہیں گے۔ پیرزادہ حضرت رؤف احمد سلمہم اللہ تعالیٰ نے اس فقیر سے طریقہ سیکھ کر شغل و مراقبہ حاصل کر کے اجازت (کی سعادت) پائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی صحبت و توجہ میں تاثیر عنایت فرمائی ہے۔ فالحمدللہ علی ذلک۔ انہیں اس جگہ بھیجا گیا ہے تاکہ جو بھی چاہے ان سے استفادہ کرے۔ بندہ کے بارے میں جو گمان ہے، اللہ تعالیٰ اسے ان کے حق میں سچ فرمائے۔ آمین۔“

اسی طرح حضرت العلامۃ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

بقاضی صدور یافتہ در تقید ذکر و دوام توجہ و انکسار و تعمیر اوقات بمراقبات و اذکار: قاضی صاحب شمشیر خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ از فقیر غلام علی عفی عنہ بعد سلام نیاز واضح می نماید رقیمہ کریمہ رسید مسرت بخشید مندرجہ اش واضح گردید دریاد حضرت حق سبحانہ عمر و انفاس متبر کہ بگزرانند و ذکر و دوام توجہ و نیاز وانکسار لازم گیرند و بمراقبہ وتلاوت اوقات خود را معمور دارند مردمان کہ برای توجہ پیش ایشان بیایند

باید کہ باین فقیر متوجہ شدہ توجہ نمایند وخود را درمیان نہ بینند۔ مصرع:

از ما و شما بہانہ بر ساختہ اند

والسلام وبدوستان سلام رسانند وتاکید نمایند کہ برنماز وذکر واستغفار ودرود وتلاوت مواظبت بکنند۔

بیت:

بسیار دیدہ ام کہ یکی را دو کرد تیغ
شمشیر عشق بین کہ دو کس را یکی کند

آن شمشیر الہی بشمشیر الہی بشمشیر محبت خودی را بریدہ اتحادی پیدا می نماید۔ (مکاتب شریفہ، مکتوب چہل وچہارم، صفحہ ۵۷)

ترجمہ: ''قاضی (شمشیر خان رحمۃ اللہ علیہ) کو تحریر فرمایا ذکر دوام توجہ اور انکسار کی پابندی اور مراقبات واذکار سے اوقات کو آباد کرنے کے بیان میں: (بسم اللہ الرحمن الرحیم) قاضی صاحب شمشیر خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ فقیر غلام علی عفی عنہ کی طرف سے سلام نیاز کے بعد واضح فرمائیں کہ آپ کا عنایت نامہ ملا، خوشی ہوئی۔ اس کے مندرجات سے آگاہی ہوئی۔ حضرت حق سبحانہ کی یاد میں عمر اور مبارک سانسیں گزاریں، ذکر دوام توجہ اور نیاز وانکساری کو لازم پکڑیں۔ اپنے اوقات کو مراقبہ اور تلاوت سے لبریز رکھیں۔ جو لوگ توجہ کے لئے آپ کے پاس آئیں چاہیئے کہ اس فقیر کی طرف متوجہ ہو کر توجہ کریں اور خود کو درمیان میں نہ دیکھیں۔ مصرع: ہم اور تم کا بہانہ ختم کر دیا گیا ہے۔

والسلام۔ دوستوں کو سلام پہنچائیں اور تاکید کریں کہ نماز ذکر، استغفار، درود اور تلاوت کے ہمیشہ پابند رہیں۔ شعر: میں نے اکثر دیکھا ہے کہ تلوار نے ایک کے دو ٹکڑے کئے
لیکن عشق کی تلوار کو دیکھ! جو دو آمیوں کو ایک بنا دیتی ہے۔

وہ شمشیر الٰہی محبت کی تلوار سے خودی کو کاٹ کر ایک اتحاد پیدا کر دیتی ہے۔

اسی طرح حضرت العلامۃ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

نیز باین جامع مکاتیب صدور یافتہ در تقیید توجہات نمودن بحال مولوی حبیب اللہ صاحب معہ نصائح دیگر: حضرت سلامت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مولوی حبیب اللہ بخدمت میرسند بحال ایشان توجہات فرمایند تا حضور وجمعیت وجذبات وواردات وتہذیب لطائف وتبدل رذائل بحماید وتفویض وتسلیم ورضا ومقامات عشرہ صوفیہ حاصل شود و از احوال خود ومستفیدان نوشتہ باشند واز ورد واہب العطیات سرنیاز والتجا حرکت نکند انت حسبی فلا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین موطاء امام محمد وسنن ابو داود وابن ماجہ وترجمہ حضرت عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ وآنچہ از کتب تحصیلی میسر شود در کار است بتوجہ ودعا وہمت درین وقت پیری وضعف مدد فرما باشند جزاکم اللہ خیر الجزاء۔

(مکاتب شریفہ، مکتوب ہشادوسیوم، صفحہ ۱۰۷)

ترجمہ: ''نیز اس جامع مکتوب (حضرت شاہ رؤف احمد مجددیؒ) کو تحریر فرمایا، مولوی حبیب اللہ صاحبؒ کے حال پر توجہات کی قید لگانا، معہ دوسری نصیحتوں کے بارے میں: حضرت سلامت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! مولوی حبیب اللہ خدمت میں پہنچ رہے ہیں، ان کے حال پر توجہات فرمائیں، تا کہ انہیں حضور و جمعیت، جذبات و واردات، لطائف کی اصلاح، برائیوں کی (نیکیوں میں) تبدیلی ہاتھ لگ جائے اور تسلیم ورضا اور صوفیہ کے مقامات عشرہ حاصل ہو جائیں۔ اپنے اور مستفید ہونے والوں کے حالات لکھ کر بھیجیں اور عطیات بخشنے والے (رب قدوس) کی درگاہ سے سرنیاز اور التجا کو (ادھر ادھر) حرکت نہ دیں (یعنی ہر وقت اس کے حضور سر جھکا کر التجا کرتے رہیں)۔

انت حسبی فلا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین (مظہر جمال مصطفائی ۳۱۴)۔

یعنی: (اے اللہ!) میرے لئے (تو ہی) کافی ہے، پس تو مجھے پلک جھپکنے کی دیر تک بھی میرے نفس کے سپرد نہ فرما۔

آپ توجہ، دعا اور ہمت سے اس بڑھاپے اور ضعف کے وقت میں (میری) مدد فرماتے رہیں۔ جزاکم اللہ خیر الجزاء۔''

اسی طرح حضرت العلامۃ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

بہ سید احمد بغدادی در جواب عریضہ ایشان معہ احوال خانقاہ عرش اشتباہ وطریقہ توجہ نمودن وبیان مقام اجازت طالبان: بخدمت شریف سیادت ومنقبت مرتبت صاحبزادہ عالی نسب حضرت سید احمد بغدادی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بعد سلام مسنون ودعای برآمد مطالب ترقی درجات واضح می نماید الحمد للہ کہ فقیر بعنایت الٰہی سبحانہ بخیریت است وشب وروز بحلقہ ومراقبہ باتباع پیران کبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اوقات خوش دارد وطالبان گاہی صد وہفتاد گاہی ازان کم بالفعل صد وچہل باشند می باشند درین کثرت توجہ کم میشود لیک می گویند مارا فائدہ می شسد اگرسی کس بنوبت بیایند توجہ جذب وحضور وواردات حاصل شود بسیار بایںنہا گفتہ است وآنجناب ہم فرمودہ بودند پٹھانان خودرائی کردہ اند ومی کنند باکود بد فرمایند درعمر ہمین بالقای نور وجمعیت وحضور شغل نمودہ ام اللہ تعالیٰ قبول فرماید وبفضل خود بواسطہ آنجناب ودیگر مردم کہ بعنایت الٰہی فیضہا یافتہ اند طریقہ مرا پایدار وباقی دارد وعنایت نامہ دیروز سید مسرتہا بخشید درآمدن خطوط بسیار خوش میشوم شدت انتظار مکدر داشتہ بود الحمد للہ کہ بعنایت الٰہی بواسطۂ تحریر آنجناب رفع شد از ترقیات باطن شریف ومستفیدان نوشتہ باشند ہمت وتوجہ بالتجا بجانب حضرت حق سبحانہ بواسطۂ مشایخ کرام رحمۃ اللہ علیہم وخود را در خیال این فقیر را متخیل نمودہ در ترقی طالبان سعی نمایند ہر گاہ حضور وجمعیت وتوجہ وجذبات وواردات لطائف علام آمر را دریابد توجہ برلطیفۂ نفس نمایند پس بلطائف عالم خلق ودیگر درجات باید نمود کسی را حضور قلب ولطیفہ نفس حاصل

شود قاب اجازت است وآنچہ از تقدیر ملائم و ناملائم ظہور نماید شکر واستغفار لازم شناسند مطالعہ وملاحظہ بکنند کہ این ناموافق چرا رسیدہ وازان احتراز واجب شناسند حضرت مولوی بشارت اللہ صاحب سلمہم اللہ تعالی یکسال درین جا بودہ بوطن رفتند (خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین، الاعراف:۱۹۹) خلق کریم خود نمایند ومرا در دعا یاد دارند چہ خوش بود کہ در بغداد شریف وآن دیار بعافیت رسیدہ اشاعت طریقہ فرمایند از دوستان سلام وبدوستان سلام رسانند۔

(مکاتب شریفہ،مکتوب صدو چہارم،صفحہ ۱۰۷)

ترجمہ: ''نواب شمشیر خان (صاحبؒ) کو ظاہری و باطنی ترقیوں کی دعا اوران کے عریضہ کے جواب میں بعض تحریر فرمائے: (بسم اللہ الرحمن الرحیم) نواب صاحب، بلند مناقب، عالی مراتب، مخلصوں پر مہربانی فرمانے والے، تمام مطالب کی ترقی چاہنے والے نواب شمشیر بہادر سلمہ اللہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! ایمان وعرفان میں ایسی ترقی کہ گویا حضرت حق کو مشاہدہ کرتے ہیں، اسلام میں ایسی ترقی کہ ظاہری اعمال میں ایک کامل حصہ حب الٰہی کے ذوق میں بڑھاتے ہیں۔ محبت میں ایسی ترقی کہ دلکشا نالہ سے اندر جلنے کے شوق کو تازہ رکھتے ہیں۔ صداقت میں ایسی ترقی کہ زندگی صدیقوں کے اخلاص پر بسر کرتے ہیں۔ دنیا کے جاہ ودولت میں ایسی ترقی کہ جہاں کو کام بکشی سے معمور رکھتے ہیں۔ عافیت اور کامیابیوں کے لئے دعا کی جاتی ہے اور کامیابی نہیں ہوتی، مگر ان ترقیوں کے حصول سے اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو ان مطالب سے بہرہ کامل عطا فرمائے اور دوام اذکار اور تمام اشغال کو ان مقاصد سے محظوظ فرمائے۔

دو دن ہوئے کہ آپ کا عنایت نامہ موصول ہوا اور (اس نے) آپ کی بلند صفات والی شخصیت کی خیریت کی خبر دے کر خوشی بہم پہنچائی۔ الحمدللہ! لکھا تھا کہ تین آدمی حافظ قرآن مقرر کر کے باندہ میں

بھیجے گئے ہیں۔ ہر آدمی بیس پارے ہر روز تلاوت کرتا ہے۔ اتنی تلاوت مشکل ہو جاتی ہے دو وقت میں منزل پڑھنا آسان رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو یہی پسند ہے۔ لیکن ہمارے بزرگوں میں خلیفۃ رسول اللہ ﷺ امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایک رکعت میں ختم فرماتے تھے۔ حضرت غوث الثقلین (شیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ) اور حضرت خواجہ معین الدین (چشتی) رحمۃ اللہ علیہ ہر روز ایک ختم قرآن فرمایا کرتے تھے۔ اربابِ شوق ومحبت جینا عبادت میں گزارتے ہیں۔ بغیر بندگی کے زندگی کام نہیں آئے گی۔ والسلام۔

اللہ تعالیٰ ہر جگہ خوش وخرم رکھے، کہ آپ چشم عنایت کا گوشہ فقیروں کے حال پر رکھتے ہیں۔ اہل خانہ اور تمام عزیزوں کی خدمت میں سلام، شوقِ ملاقات، تاکیدِ نماز وذکر، (حضرت) محمد ﷺ درود وسلام، استغفار، کلمات طیبات اور آنجناب کی رضا (ملاحظہ) فرمائیں۔‘‘

اسی طرح حضرت العلامۃ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

کہ آنحضرت ﷺ روزے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راامر کردند کہ چادر خود دراز کن ایشان چادر خود دراز کردند پس آنحضرت ﷺ بہر دو دست مبارک خود سہ نوبت نوری انداختند وفرمودند کہ برسینہ خود بمال حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہمچنیں کردند حق تعالیٰ قوت حافظہ چناں ایشان راعطا فرمود کہ ہیچ شی از یادنمیرفت چنانچہ ہفت ہزار و پانصد حدیث از آنحضرت ﷺ روایت کردند پس عرضہ نمودہ شد از ینجا معلوم شد کہ توجہ وہمت نمودن ہم مروی از پیغمبر ست۔ حضرت العلامۃ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ درجواب عارض فرمودند کہ ازیں حدیث القاء مفہوم میشود کہ آنحضرت ﷺ بسینۂ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کردند لیکن توجہ وہمت آنحضرت ﷺ از حدیث دیگر ظاہر و باہر ست کہ ابن کعب رضی اللہ عنہ راخطرۂ جہالت بدل آمد آنحضرت ﷺ دست مبارک خود برقلب ایشان زدند فی الحال از قلب ایشان آن خطرہ مرتفع شد واز سینۂ آن باطل محو شد وگفت کانی انظر الی اللہ فرقا۔

ترجمہ: حضرت العلامۃ شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک دن حضر
ت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اپنی چادر بچھاؤ۔انہوں نے اپنی چادر بچھائی تو آپ ﷺ
نے اپنے دست مبارکہ سے تین دفعہ اس چادر میں نور ڈالا اور فرمایا کہ اس کو اپنے سینے کہ ساتھ لگاؤ۔
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس چادر کو اپنے سینے سے لگایا تو اللہ جل شانہ نے آپ ؓ کو ایسی
قوت حافظہ عطا فرمائی کہ کوئی چیز آپ سے نہ بھولتی تھی، جیسا کہ ۵۰۰۷ احادیث مبارکہ انہوں نے
آپ ﷺ سے روایت کی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ توجہ اور ہمت کرنا یہ سب آپ ﷺ
سے مروی ہے۔حضرت غلام علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس خط کے جواب میں ارشاد فرماتے
ہیں کہ اس حدیث سے القائے توجہ مفہوم ہوتا ہے جو آپ ﷺ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
کے سینہ کی طرف فرمایا۔لیکن آپ ﷺ مبارک سے توجہ اور ہمت دیگر احادیث مبارکہ سے بھی
ثابت ہے۔ جیسا کہ ابن کعب رضی اللہ عنہ کے دل میں جہالت والی بات دل میں آئی تو
آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک ان کے سینے پہ مارا تو فی الحال ان کے قلب سے وہ خطرہ اور
وسوسہ ختم ہوا اور وہ فرمانے لگے کہ آپ ﷺ کے دست مبارک میرے سینے پہ مارنے سے میرا
ایسا حال ہوا کہ گویا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ (حجۃ السالکین فی رد المنکرین، صفحہ ۷۴۶)

مکتوب چہارم:

باین بندہ لاشی عفی عنہ صدور یافتہ در جواب عرضی کہ متضمن بعضی از حالات قلبی بود در بیان حضور بی
غیبت مبرا از جہت فوق کہ نسبت نقشبندیہ عبارت ازان است واستھلاک توجہ ومایناسب ذلک۔
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔حضرت سلامت رقعہ شریفہ رسید بمضامین مندرجہ اش
مسرور گردانید اللہ تعالیٰ شمارا بمقامات وعلوم ومعارف آباء کرام رساند در سیر قلبی تلوینات بسیار پیش
مے آید این ہمہ از تلوینات مبارک است سعی فرمایند وبجناب الٰہی سبحانہ التجا نمایند کہ احوال باطن بہ
تمکین رسد وحضوری کہ حضرت حق سبحانہ را بذات مبارک است پرتو آن بر باطن شریف

ظہورنماید حضور بی غیبت مبرا از جہت فوق کہ متوہم مے شود دوام پذیرد و شامل جمیع جہات ستہ گردد تا نسبت نقشبندی حاصل شود و از کیفیات و حالات گذشتہ بغیر توجہ تام نقد وقت نباشد بلکہ آنہم مستہلک گردہ و این استہلاک علامت تمامی سیر لطیفہ قلبی است والسلام۔

ترجمہ: اس بندۂ ناچیز (حضرت شاہ رؤف احمد رحمۃ اللہ علیہ) کو لکھا گیا، اس التماس کے جواب میں جو بعض قلبی حالات پر مشتمل تھی۔ بے غیبت حضوری، جو جہت فوق سے پاک ہے جس سے مراد نسبت نقشبندیہ ہے اور توجہ کو نابود کرنے اور جو کچھ اس کے مناسب ہے کے بیان میں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ حضرت سلامت رہیں۔ (آپ کا) رقعہ شریف ملا۔ اس کے لکھے گئے مضامین نے خوش کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے آبائے کرام اسلاف کے مقامات، علوم اور معارف تک پہنچائے، سیر قلبی میں بہت سے مقامات پیش آتے ہیں، یہ سب مقامات (فقر) ہیں۔ کوشش فرمائیں، اور جناب الٰہی سبحانہ میں التجا کریں کہ باطنی احوال (مقام) تمکین پر پہنچ جائیں ور حضرت حق سبحانہ کی ذات مبارک کی حضوری کا نور باطن شریف پر ظاہر ہوجائے۔ جہت فوق سے پاک حضور، جس کا وہم ہوتا ہے وہ دوام (ہمیشگی) پائے اور سب چھ جہتوں میں شامل ہوجائے، تا کہ نسبت نقشبندیہ حاصل ہوجائے۔ گزشتہ کیفیات وحالات کامل توجہ کے بغیر ہاتھ نہیں لگتے، بلکہ وہ بھی نابود ہوجاتے ہیں اور یہ نابودی لطیفہ قلبی کی سیر کے مکمل ہونے کی علامت ہے۔ والسلام

(مکتوب نمبر ۴ ص ۱۸)

صاحبزادہ حافظ شاہ ابوسعید دہلوی نقشبندی مجددی جو کہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ کے اجل خلفاء میں سے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں کہ

ارباب قلوب کے سیر وسلوک کے بیان میں ولایت صغریٰ کے دائرہ میں واقع ہوتا ہے، حضرت پیر دستگیر اور آپ کے خلفاء کا معمول یہ ہے کہ شروع شروع میں طالب کے لطائف میں ذکر ڈالنے کیلئے توجہ فرماتے ہیں، اور توجہ دینے کا ان کے ہاں طریقہ یہ ہے کہ شیخ اپنے قلب کو اسکے قلب کے مقابل کر کے جناب الٰہی سے بتوسل مشائخ کرام یوں عرض کرے کہ خداوند! جوانوار ذکر پیران

کبار سے مجھ کو حاصل ہوئے ہیں اور میرا دل ان سے منور ہو چکا ہے، تو اس طالب کے دل میں ڈال دے اور ان سے ان کے دل کو منور فرما دے۔ پھر اپنی توجہ و ہمت بڑے زور سے طالب کے قلب کی طرف مصروف رکھے، حق سبحانہ سے قوی امید ہے کہ چند ہی بار کی توجہ سے اس کے قلب کے اندر ذکر کی حرکت پیدا ہو جائے گی، پھر اسی طرح اپنی روح کو اس کی روح کے مقابل رکھ کر توجہ کرے اور خیال میں لائے کہ پیران عظام کے ارواح شریفہ سے جو نور ذکر میرے لطیفہ روح میں پہنچا ہے، میں اس کو اس طالب کے روح میں القاء کرتا ہوں۔ اور اسی طرح اس کے دوسرے لطائف (سر و خفی و اخفیٰ و لطیفہ نفس و قالب) پر متوجہ ہو کر ذکر القاء کرے۔ پھر طالب کے تمام لطائف میں ذکر جاری ہونے کے بعد نفی و اثبات کا ذکر تلقین فرما کر جمعیت و حضور کی نسبت القاء کرے۔ دل کے بے خطرہ یا کم خطرہ ہونے کو جمعیت کہتے ہیں، اور حضرت حق تعالیٰ کی طرف طالب کے دل میں توجہ پیدا ہونے کو حضور کہتے ہیں۔ اور جب طالب کے قلب میں حضور و جمعیت پیدا ہو جائے تو شیخ مرید کے قلب کو اپنی ہمت اور توجہ سے فوق (اوپر) کی طرف جذب فرمائے (کھینچ لے)۔ (مصنف رحمۃ اللہ علیہ) میں نے اکثر طلاب کو دیکھا ہے کہ اول جذب کا ادراک کرتے ہیں، اور جب لطیفہ قالب سے برآمد ہوتا ہے تب نسبت حضور دریافت کرتے ہیں، شیخ کو لازم ہے کہ اسی طرح جس مقام کے فیض کے واسطے توجہ کرے پہلے اپنے تئیں اس مقام کے فیض کے رنگ سے رنگین کر کے اس مقام کا فیض طالب کے باطن میں القاء کرے۔ علاوہ بر آں اس فیض کے مورد کو بھی ملحوظ رکھے۔ (ہدایۃ الطالبین ص ۳۱-۳۲)

فیض القاء کرنا:

ملفوظات غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المعروف درالمعارف میں ہے کہ حضرت شاہ گل محمد غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے طریقہ توجہ کے بارے میں پوچھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرات نقشبندیہ مجددیہ

مظہر یہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا جو طریقہ ہم تک پہنچا ہے وہ اس طرح ہے کہ سب سے پہلے ارواح طیبہ کیلئے فاتحہ خوانی کرے یعنی حضور امام الانبیاء سید الاصفیاء احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے پیران کبار اور صاحبان اسرار خصوصاً خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ،خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ ،حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کیلئے فاتحہ خوانی کرے اس کے بعد بارگاہ خداوندی میں دست دعا دراز کر کے عاجزی پیش کرے اور اپنے مشائخ سے مدد طلب کرنے کے بعد قلب طالب کی طرف متوجہ ہو حضرت غلام علی شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے قلب کو قلب طالب کے سامنے کر کے توجہ ڈالتا ہوں اور ذکر کا نور اپنے مشائخ عظام کے ذریعے عاجز کے دل میں آیا ہے اسے طالب کے دل میں القاء کرتا ہوں ، یہاں تک کہ طالب کا قلب ذاکر ہو جاتا ہے ،اس طریقے کے مطابق لطیفہ روح سری حقی اخفیٰ کے ذریعے ذکر القاء کرتا ہوں ۔

(درالمعارف فیض نقشبند ملفوظات غلام علی شاہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مترجم مولانا عبدالحکیم خان اختر شاہ جہاں پوری ص ۴۶)

تذکرہ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے:

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن فرمایا کہ عوارف المعارف میں شیخ شہاب الدین سہروردی سے منقول ہے کہ ایک سانپ ہوتا ہے اس کی نظر میں ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ جس چیز پر اس کی نظر پڑتی ہے وہ اس وقت جل جاتی ہے جبکہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے ایک حیوان کی نظر میں یہ تاثیر رکھی ہے تو ایک کامل کی نظر میں جو کہ اشرف موجودات ہے کیا کچھ تاثیر ہوگی۔ جو کوئی اس کا انکار کرتا ہے وہ احمق ترین آدمی ہے بلکہ اللہ والوں کی نظر میں تو ایسی تاثیر ہوتی ہے جس پر پڑ جائے اسے کمال حاصل ہو جائے۔

آناں کہ خاک دابہ کیمیا کنند　　　سگ راولی کنند مگس راہما کنند

آناں کہ چشم رابہ دوصد حیلہ را کنند　　　آیابود کہ گوشۂ چشمے بہ ما کنند

(تذکرہ خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ،مترجم صاحبزادہ محمد حسین للہ شریف)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت والدصاحب شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اجمالاًاوران کے بعض احباب سے تفصیلاً سننے میں آیاہے کہ سرہند کا ایک شخص طبعی طور پرمنکرولایت تھاپہلے پہل ایک بزرگ سے بیعت کر کے اس سے فیضان حاصل کیااتفاقاً عید کے دن شیخ بزرگوارحضرت مجددالف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ شیخ محمدرحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کیاتوانہوں نے فرمایا: میاں دیر سے آئے ہو کہاں تھے اس قسم کے جملے ازراہ تلطف فرمائے تواس کادل ان کی طرف پھر گیااورآناجاناشروع کردیا۔ پہلے بزرگ کے ہاں آنے جانے میں کمی کردی ۔جب اسے یہ قصہ معلوم ہوا۔(اس بزرگ کو)تووہ توجہ کے ذریعے شیخ محمدمعصوم رحمۃ اللہ علیہ کے ہلاک کرنے پرکمربستہ ہوگیا۔انہوں نے مدافعت کی یہاں تک کہ اس کا بھیجا ہوااثراسی پرپلٹااوروہ ہلاک ہوگیا۔اس کے بعدوہ مریداس طرف حضرت خواجہ محمدمعصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہتارہا۔کافی مدت کے بعدادھرسے بھی (حضرت خواجہ محمدمعصوم رحمۃ اللہ علیہ) سے اس کے دل میں شک واضطراب پیداہواالغرض اس طرح وہ درویشوں کے ہاں آتاجاتا اورانکارکرتارہااس سبب سے کوئی نفع نہ حاصل کرسکاایک دن میرے پاس آیااورکہنے لگا کہ کوئی شخص بھی صاحب تصرف نہیں ہے یہ سن کرمیں نے اس پرتوجہ ڈالی تووہ بے خودہوگیااوراسی بےخبری کے عالم میں دیکھاکہ گویااسے سبزخلعت دی گئی ہے جب اسے افاقہ ہواتواس کادیکھاواقعہ بھی میں نے اسے بیان کردیااس نے واقعہ سن کراعتراف کیامگرفطرتاًمنکرولایت ہونے کے سبب کوئی نفع حاصل نہ کرسکاکاتب (شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ) کہتاہے کہ یہ واقعہ طویل

ہے مگر مجھے سبز خلعت والے جملے تک ہی یاد رہ سکا۔حضرت والد صاحب سے اجمالاً اوران کے بعض دوستوں سے تفصیلاً یہ بھی سنا گیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ایک بکری پر حالت غلبہ میں توجہ کی تو اس پر ایک عجیب حالت طاری ہوگئی ،کئی دن اسے گھاس اور پانی کا شعور تک نہ رہا اور بالآخر مر گئی۔

(انفاس العارفین از شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ، مترجم سید محمد فاروق قادری ایم اے ص ۱۲۹)

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مجذوب نے سوال کیا کہ اگر اولیاء کرام اپنے تصرف اور توجہ سے لوگوں کی زندگی بدلتے ہیں تو سب کی زندگیاں کیوں نہیں بدلتے۔ کتنے خالی لوٹتے ہیں اور اگر یہ لوگ تصرف نہیں کر سکتے ہیں تو لوگ ان کے پاس کیا لینے آتے ہیں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے فرمایا کہ اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم مشائخ عظام طبیب قلبی ہوتے ہیں دوا تجویز کرتے ہیں نسخہ بناتے ہیں لیکن آنے والا دوائی کے اجزاء خود لاتا ہے،مثلاً ایک آدمی کے پاس ہرڑ اور نمک ہے تو طبیب ان دونوں چیزوں کی ترتیب ٹھیک کر کے جو نسخہ بن سکے گا وہی بنائے گا اور جو مریض آٹھ یا دس مختلف جڑی بوٹیاں لاتا ہے اسے ان کے مطابق نسخہ تیار کر دے گا اور ان کے پاس کوئی اجزاء نہ لے کر آئے تو اپنی طرف سے اسے کوئی چیز نہیں دے گا آپ نے یہ مثال دے کر واضح کیا کہ ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق حاصل کرتا ہے اور کسی میں بالکل استعداد نہیں ہوتی وہ محروم رہتا ہے۔

(مکتوبات حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:

کہ سیدنا غوث اعظم جیلانی محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ اپنی محفل میں پہلے وعظ فرماتے تھے پھر آپ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ قیل وقال کا وقت اب ختم ہو گیا ہے اور حال کی طرف آتے ہیں تو مجمع میں

آہ و بکاء شروع ہوجاتی کچھ لوگ تڑپتے کچھ کپڑے پھاڑ دیتے اور دوڑ کر جنگلوں میں چلے جاتے اور کچھ مر جاتے تھے۔ (اخبار الاخیار شیخ محدث عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

بعض سیرت نگاروں نے آپ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ شہادت کی انگلی کے اشارے سے لاالہ الااللہ فرماتے اور مجمع میں مختلف کیفیات کا ورود ہوتا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ،،لمعات ،، میں نقل فرماتے ہیں کہ سارے اولیائے امت اور اصحاب سلاسل میں جنکی روحانیت کا مقام سب سے بلند ہے اور جنکی قوت نسبت سب سے اتم واکمل ہے وہ حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ہیں جن کے بارے میں بزرگوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ اپنی قبر مبارک میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔

سلطان احمد فاروقی سیالوی اپنی کتاب "چشت اہل بہشت،، میں نقل کرتے ہیں کہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے جو آدمی ہاتھ ملاتا تھا اس پر رونے کی کیفیت طاری ہوجاتی تھی اور اس کے باطن میں عجیب ذوق پیدا ہوتا تھا۔ (چشت اہل بہشت، سلطان احمد فاروقی سیالوی)

سیر العارفین میں درج ہے کہ جب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی عمر پندرہ سال ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی وفات پا گئے وہ بہت امیر اور ایک لمبے چوڑے کے باغ کے مالک تھے والد صاحب کی یہ تمام جائیداد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں آئی۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ علیہ اس موروثی باغ میں بیٹھے تھے کہ خواجہ ابراہیم مجذوب رحمۃ اللہ علیہ کا گزر وہاں سے ہوا جو کامل ترین ولی اللہ تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ ان کی تعظیم کے لئے اٹھے، بڑی تواضع کے ساتھ انہیں بٹھایا اور اپنے باغ سے انگور کے کچھ خوشے چن کر ایک پلیٹ میں رکھ کر ان کی خدمت میں پیش کئے۔ خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے انگور خوشی سے تناول فرمائے۔ پھر انہوں نے اپنی بغل

میں سے روٹی کا ایک ٹکڑا نکالا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کو دیا اس ٹکڑے پر انہوں نے لعاب دہن بھی لگا دیا مذکورہ ٹکڑا کھاتے ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا باطن روشن ہو گیا اور دنیاوی جائیداد سے دل اچاٹ ہو گیا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ باغ غربا میں تقسیم کر دیا اور خود سفر پر روانہ ہو گئے۔ روٹی کے ٹکڑے سے دل کی دنیا بدلنا تصرف کی کیفیت ہے۔ (سیر العارفین)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی توجہ کا طریقہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسا ہی لکھا ہے۔ (کلیات امدادیہ)

خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب نسمات القدس میں لکھتے ہیں کہ:

حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو کبار مشائخ متقدمین میں سے کسی کی عظمت کے احوال سنا رہے تھے کہ دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ آپ کو بھی یہ بلند مرتبہ حاصل ہوتا۔ اس خیال کا آنا تھا کہ اسی لحظہ حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا پاؤں حضرت خواجہ علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کے پیر کی پشت پر رکھ دیا اسی وقت حضرت خواجہ علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کو وہ تمام برکات حاصل ہو گئیں جو ان بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کو اتنے زیادہ سالوں کی ریاضت کے بعد حاصل ہوئی تھیں۔ نیز حضرت خواجہ علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ معاملات عظیمہ کے حصول کی محبت کی زیادتی اور حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے رابطے کے بعد ایک دن حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا:

" تو مارا دوست یداری۔ یا ماترا معروض داشتم کہ من ایشاں را دوست میدارم ،،(تو مجھے دوست رکھتا ہے یا میں تجھ سے کہوں کہ میں انہیں دوست رکھتا ہوں) اور پھر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی لمحہ تصرف فرمایا کہ میں نے اپنے دل وجان کو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی محبت سے خالی پایا یعنی حضرت خواجہ کی وہ محبت میرے دل سے اچانک غائب ہو گئی۔ ناچار میں حضرت خواجہ رحمۃ

اللہ علیہ کے پیروں پر گر گیا اور معذرت کی یہاں تک آپ رحمۃ اللہ علیہ پھر وہ محبت دوبارہ عنایت فرمادی کہ ہمیشہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محبتِ یقینی صمیمی قدیمی وجدیدی میں سرشار رہا۔ اگرچہ حضرت خواجہ علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ تھے اور ان کے چاند نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آفتاب سے کسب نور کیا تھا۔ آپکا بھی عظیم درجہ تھا، فرماتے ہیں" : بہ عنایت حق سبحانہ وتعالیٰ ونظر عنایت بزرگ قدس سرہ اگر اختیار کنم ہمہ عالم مقصود حقیقی واصل شوند،،(حق سبحانہ وتعالیٰ کی عنایت اور مہربانی سے اور حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم سے اگر چاہوں تو سارا عالم مقصود حقیقی پالے اور واصل ہو جائے ۔) اور آپ نے ایک بیت بھی ارشاد فرمایا۔

گر نشکستے دل دربان راز　　　　قفل جہاں راہمہ بکشودمے

(اگر دل دربان راز نہ فاش کر دیتا تو میں تمام دنیا کے قفل کھول ڈالتا۔) حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے تصرف کو اسی پر قیاس کرنا چاہیئے۔

حضرت خواجہ پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس عنایت کی توجہ خاص کی بناء پر فرمایا کہ " ہرچہ گوید ہمہ شود،،(آپ جو کہتے وہ ہوتا) کہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ شریف سے دوسرے کو یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا تو پھر خود آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ کیا ہوگا۔ حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے مقامات میں مذکور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے حاضر وغائب، موجود وغیر موجود مریدوں کی جزئیات وکلیات کو ان سے بہتر جانتے تھے چنانچہ ایک بار دور دراز کے سفر کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مخلص جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

" احوالیکہ ریں مدت برتو گزشتہ است تو میگوئی یا ما میگوئم ۔،،(جو حالات اس مدت میں تم پر گزرے ہیں میں بتاؤں یا تم بتاؤ گے ۔) اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ خود بیان

فرمانا شروع کردیتے اورارشادفرماتے ۔"روئے زمین درنظرماچوں روئے ناخن است۔،،(روئے زمین ہماری نظر میں روئے ناخن کی طرح ہے۔)پس باوجود باطنی احوال ،ظاہری متابعت،علومرتبت،تصرفات ِکونیہ و تصرفاتِ ارشادیہ وکشوفات عالیہ کے ظہوروانکساروديدِکسوراحوال آپ رحمۃ اللہ علیہ پر کچھ اس طرح درجہ غالب تھے کہ بیان سے باہر ہے۔

سید کائنات ﷺ ایسے مرتبہ پر فائز تھے کہ تمام عالم اور جمیع مخلوقات کو وجود آپ ﷺ کے وجود کے طفیل ملا کہ آپ ﷺ باعثِ تخلیق کائنات ہیں ۔اورمحبوبیت کے اعلیٰ درجے پرفائز۔حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ آپ سے غایتِ قوتِ مناسبت اورمرتبہ محبوبیت کی بناء پرفرماتے ہیں۔

یالیت رب محمد لم یخلق محمدا۔(اے کاش!محمد ﷺ کارب محمد کو پیدا نہ کرتا۔)خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کانام نامی محمد تھا۔اس عبارت میں خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ذات ہی مراد لی ہے،معاذ اللہ یہ بات حضور اکرم ﷺ کیلئے نہیں کہہ رہے۔اورغایت خضوع اورانکساری کی بناء پراس حدیث کوبھی آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی زبان مبارک سے ادافرماتے۔

انہ لیغان علی قلبی وانی لاستغفر اللہ فی کل یوم سبعین مرۃ۔

(مسلم،کتاب الذکر،باب ۱۲ رقم الحدیث ۲۷۰۲)

"ترجمہ:میرے ل پر کبھی بادل چھاجاتے ہیں اورمیں ہرروزستر بار اللہ سے استغفار کرتاہوں،،

اورابتداء میں توحضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزاج میں اتنا خشوع اوراتنی خاکساری تھی کہ قوت بشری سے بھی بعید ہے۔یہاں تک کہ زخمی خارش زدہ کتے کوبھی اگرآپ دیکھ لیتے توجبکہ دوسرے لوگ تواس کے پاس جانا بھی پسند نہ کرتے آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دست مبارک سے اسے دھوتے اوراس پرمرہم رکھتے۔نیزخودکا انتہائی کم درجہ کی مخلوقات اورمعمولی جانوروں سے موازنہ کیا کرتے

اور خود کو سب سے کمتر جانا کرتے تھے۔ آخری عمر میں انتہائی انکساری کی بناء پر آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے۔

" بایں مہ خرابی وافلاسی وبیحالی وعاجزی کہ من دارم لیاقت ندارم کہ کسے سلام مرا جواب گوید وحق تعالیٰ مرا درمیان خلق رسوا کردہ است ومردم را بمن مشغول گردانیدہ،،

ترجمہ: میری اس تمام خرابی ،افلاس، تہی دامنی اور عاجزی و مسکینی کے باعث مجھ میں اتنی بھی لیاقت نہیں کہ کوئی میرے سلام کا جواب دے۔حق تعالیٰ نے مجھے مخلوق میں رسوا کیا ہے کہ لوگوں کو میرے ساتھ مشغول کر دیا ہے کہ مخلوق کا میری طرف یہ رجوع ہے،، اسی فروتنی وانکساری کے باعث جب ایک شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے کرامات کا مطالبہ کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا:

اکدام کراماتِ ما برابر آنست کہ بایں ہمہ

بار گناہ بہ زمین می رویم فرونمی شویم

" ہماری کونسی کرامت اس کے برابر ہے کہ گناہوں کے اس تمام بوجھ کے باوجود ہم زمین پر چل رہے ہیں اور دھنس نہیں جاتے،، ایک موقع پر ارشاد فرمایا۔" نفی وجود نزد ما اقرب طرق است وایں جز بترک کاروبار ودید قصور اعمال میسر نہ شود،، (ہمارے نزدیک وجود کی نفی سب سے زیادہ قریب کا راستہ ہے اور یہ ترکِ کاروبار اور انکسار کے بغیر میسر نہیں) ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا:

" درعبادت طلب وجودست ودرعبودیت تلفِ وجود تا ہستی ما باماست ہیچ عمل نتیجہ نہ دہد"

(عبادت میں وجود کی طلب ہے اور عبودیت میں وجود کا مٹنا اور ختم ہوجانا۔ جب تک ہماری ہستی ہمارے ساتھ ہے یعنی اس کا احساس ہم میں موجود ہے، اسوقت تک کوئی عمل فائدہ مند نہیں ۔اسکا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا) ازراہ بردباری وتحمل اور استقامتِ احوال کیلئے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے

فرمایا:

"درویش درمقام بارکشی باید کہ چوں دہل باشد کہ ہر چند طبانچہ خورد صدائے مخالف ز ظاہر نشود"

(درویش کو چاہیئے کہ اپنے آپ کو مقامِ بارکشی میں جانے۔ بوجھ کھینچنے والے چھکڑے کی طرح کہ جب ڈھول بجے یہ کتنے ہی طمانچے کھائے مگر کوئی مخالفانہ آواز اس سے ظاہر نہ ہو۔) آں سرور ﷺ کی کمالِ اتباع کے باعث باوصف اسکے کہ آخر زمانے کے تقاضے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ظاہری فقر بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے باطنی فقر کی طرح کامل تھا۔وہ کہا گیا اذا تم الفقر فھو اللہ۔(جب فقر مکمل ہوجائے تو وہ اللہ ہے یعنی ظاہر و باطن کا فقر سب اللہ کی رضا کیلئے) آپ رحمۃ اللہ علیہ پر پوری طرح صادق آتا تھا۔چنانچہ سالہا سال آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بوسیدہ عمامہ اور پرانی پوستین میں گزارے ہیں۔اور کئی شب و روز ایک پرانا کپڑا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لباس رہا۔سخت سردی کے موسم میں بھی گھاس آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تکیہ کی جگہ ہوتی اور پرانا بوریا اور پانی کا لوٹا۔اس تمام فقر کے باوجود خلق نبوی ﷺ کا شیوہ اپناتے ہوئے مہمانوں اور درویشوں پر خرچ کرنے میں بڑی سعی فرماتے تھے اور خود بنفس نفیس مہمان اور اس کی سواری کی خدمت کرتے۔اپنی روزی کے حصول کیلئے قلیل زراعت کرتے اور خود زمین کاشت کرتے۔مزاج کی اس تمام لطافت کے باوجود سورج چمک رہا ہوتا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ زراعت میں سعئ بلیغ فرمارہے ہوتے اور اپنے ظاہری و باطنی احوال کے چھپانے میں پوری کوشش فرمایا کرتے تھے۔چنانچہ ایک عالم کئی سال آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک گھر میں رہے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے احوال اور کمال پر مطلع نہ ہو پائے۔

اس سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ سے منسلک ایک مخلص بزرگ سے کسی نے دریافت کیا کہ حضرت خواجہ بزرگوار رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے گزشتہ ادوار میں بڑے بڑے بزرگ ہوئے مگر یہ شہرت جو حضرت

خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کو دوسو سال میں ملی کہ ماوراء النہر کے تمام تشنہ لب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رحمت خاص کی نہر سے سیراب، ترکستانیوں کے دل آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جذبۂ اخلاص سے ترکتاز، کاشغر وخطاوالوں کی مشام جان آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نافۂ نسبتِ روح سے معطر، ختن والے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آفتاب ہدایت سے منور، ساکنانِ عراق کی عروق جان (رگیں) آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاص کی حبل متین (مضبوط رسی) سے مضبوط و متیقن، شام والوں کے دل آپ رحمۃ اللہ علیہ کی چودھویں رات کی روشنی سے روشن، مصر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی برکات کی مٹھاس سے شیریں کام، اہل روم الغ بحکم آیت کریمہ اذ اغلبت الروم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مغلوبِ محبت، سیستان زابلستان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت وناموری ایسی گویا نصف النہار کا سورج، کابل وکشمیر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے رخسار مبارک سے رشک کے باعث ارغوانی وزعفران زار، اہل مملکت ہندوستان، مانند طوطی شیریں مقال آپ رحمۃ اللہ علیہ جیسے تاج الرجال کی مدحت میں نغمہ سنج قدس اللہ سرہ الاقدس۔ تو اس سوال کے جواب میں مخلص بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ صاحب برکات نے اپنی تمام زندگی اپنے احوالِ فضل وکرامات کو مخلوق خدا سے چھپانے اور پوشیدہ رکھنے میں پوری پوری کوشش فرمائی تو حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ اس کی مکافات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو چاند سورج کی ظاہر فرمایا اور دنیا والوں کے کانوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت ڈال دی۔

ایک دوسرے شخص نے اس فقیر راقم (حضرت ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ) سے پوچھا کہ اللہ پاک کی صفتِ کاملہ میں سے ایک صفت کلام بھی ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ ہمیشہ متکلم ہے اور خرس وسکوت اس کی صفت نہیں پس جو بزرگ اخلاق الہیہ سے متخلق ہوں انہیں چاہیئے کہ سکوت کے مقابلہ میں کلام کرنے کو پسند کریں حالانکہ حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ سکوت وخاموشی ہے۔ اس

عاجز نے حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ وامداد سے جواب دیا کہ وہ کلام الٰہی جسے تم نے کلام سمجھا ہے وہ حرف وآواز والا کلام نہیں بلکہ اس سے وراءالوراء ہے اور کلام بشر سے مختلف ۔حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اورآپ رحمۃ اللہ علیہ کے متبعین نے اس لئے ایسے کلام کو چھوڑا ہے جو کلام بشر کی طرح حرف وآواز والا ہو اور ایسے کلام کو اختیار کیا ہے جو کلام بیچون الٰہی کی طرح ہے۔اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ ایسے کلام کے تخلق کے باعث متخلق باخلق الٰہیہ ہیں تو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ تو درحقیقت اصل کی طرف گئے ہیں۔مختصر یہ کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی فضیلت وبزرگی تحریر وبیان سے باہر ہے۔قیامت تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت کی نشانیاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تصرفات ومعونت وامداد ان پر بھی جو دور ہیں اور ان پر بھی جو قریب ہیں ظاہر وآشکار رہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت کے تصرفات آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد بھی ظاہر ہوئے ہیں جو مختلف رسائل میں بیان ہوئے ہیں۔بعض بزرگوں نے وہ خود دیکھے اور بعض نے دوسرے صادق القول حضرات سے سنے۔اگر ہم انہیں بیان کرنا شروع کریں تو دفتر کے دفتر مرتب ہوجائیں۔میں صرف ایک قصہ اور ایک کرامت کے بیان پر اکتفا کرتا ہوں۔اس فقیر کے ایک مخلص بخاری بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ حرمین شریفین زادھا اللہ شرفا وتکریماً (اللہ تعالیٰ ان دونوں کے شرف وعزت کو زیادہ کرے) سے واپس ہورہے تھے کہ ضرورت وقت کے پیش نظر انہوں نے ساتھیوں سے ایک خاص کشتی میں بیٹھنے کیلئے کہا۔ساتھیوں نے جو تعداد میں تقریباً پچاس تھے شروع میں انکار کیا لیکن جب ان کا اصرار بڑھا تو وہ سب ناچار اس کشتی میں بیٹھ گئے۔حالت سفر ہی میں تھے، دریائے شور میں پہنچنا تھا کہ اچانک زبردست ہوائیں چلنا شروع ہوگئیں بادل کی گرج اور پھر طوفانِ بادوباراں اور بجلی کی زبردست کڑک، شدید تاریکی، کشتی والوں کی جان پر بن گئی اور انہوں نے مجھے برا بھلا کہنا شروع کردیا کہ مجبوراً میرے کہنے سے وہ کشتی میں

بیٹھے تھے۔میں بھی زندگی سے مایوس کہ اچانک مجھے خیال آیا کہ حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ تو ہندواور فرنگیوں کی پکار پر بھی ان کی مدد فرماتے ہیں مگر کیا ہم ان سے بھی کمتر ہیں اوراس غوث الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہمارااخلاص ان غیر مسلموں سے بھی کم ہے کہ وہ ہماری دستگیری نہ فرمائیں گےاوراسی طرح غرق ہونے دیں گےمیں نے یہ کہااوراسی جوش میں میں نےآپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار فائزالانوار کاتصور کیااورمیں اسی تصور میں گم ہوگیا۔کیادیکھتا ہوں کہ ایک بزرگ نورانی شکل پانی کی سطح پر نمودارایک کشتی میں بیٹھے عجلت کے ساتھ ہماری طرف تشریف لارہے ہیں ۔مجھے غیب سے القاءہوا کہ یہ خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہیں اورتمہاری مدد کوتشریف لائے ہیں جب آپ رحمۃ اللہ علیہ نزدیک ہوئے تومیری جانب تبسم فرمایا۔میں نےشکوہ کیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ تو دشمنوں کی بھی مشکل آسان فرماتے ہیں۔میری اس مشکل میں مدد فرمائیں۔حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پھرتبسم فرمایااورشفقت فرمائی کہ خاطرجمع رکھوہم اسی مقصدسے آئے ہیں مجھ پر عجیب جوش اورسکرکی کیفیت طاری ہوگئی ۔جب افاقہ ہواتودیکھتاہوں کہ نہ وہ بارش ،نہ وہ کڑک ،نہ بجلی،نہ وہ طوفان،نہ وہ تاریکی ۔میں چلایا۔ساتھیوخوشخبری ہو کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ مدد کوآپہنچے ہیں اورہم سب غرق وہلاکت سےبچ گئے ہیں ۔خوش ہوجاؤ،شکربجالاؤاورجان ودل حضرت کی نذرکرووہ سب بے اختیاررو پڑے۔شکربجالائے اورغریبوں کوکھانا کھلانے کی جومنتیں مانی تھیں ساحل پرآکروہ پوری کیں۔ الحمدللہ علی انعمائه بتوسط اولیائه۔(خدا کی نعمتوں کاشکراسکے اولیاء کے توسط سے)ایک اوربزرگ رحمۃ اللہ علیہ جوآپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رابطۂ طریق رکھتے تھے اپناایک کشف اسطرح بیان فرماتے ہیں کہ ایک شب نمازتہجد کے بعد میں نے دیکھا کہ قیامت قائم ہے۔اولین وآخرین ایک میدان میں جمع ہیں ۔دھوپ کی تیزی کا یہ عالم کہ بیان سے

باہراوردورایک بارگاہ ہے عظیم اورعجیب ۔لوگ کہنے لگے کہ یہ بارگاہ شفاعت محمدی ﷺ ہے علی صاحبہا الصلوۃ والسلام ۔اسی دوران ایک عجیب سا زلزلہ اورزبردست شوراٹھا کہ لوگ حیرت میں پڑگئے کہ یہ کیاچیز ہے۔لوگ کہنے لگے یہ دوزخ ہے ۔اسے زنجیروں میں جکڑ کرلایا گیاہے اورمیدان حشر کے کناروں سے اسے گزار رہے ہیں ۔اسی دوران میں نے دیکھا حکم ہوا تمام کافروں کو دوزخ میں ڈال دو اور حساب کتاب کیلئے ایک گروہ پرنظر رکھو چنانچہ انتہائی ذلت کے ساتھ کفار کو جہنم کی طرف گھسیٹا گیا۔اسی دوران ایک شخص کو گھسیٹ کرلے جارہے تھے اوروہ گڑگڑا رہا تھا۔ ہرایک نے اپنے نیک اعمال کا جائزہ لیا مگران سے کچھ فائدہ نہ ہوسکا کہ ناگاہ اس نے کہا۔میں نے ایک بار پانچ فلس (پیسے) نذر خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کیے تھے کہ وہ خدا کے کامل دوستوں میں سے ہیں ۔ چنانچہ فرمان صادر ہوا کہ اس پرنگاہ رکھو پھر مجھے معلوم نہیں اس کے ساتھ کیا معاملہ گزرا۔ ہاں میں نے لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ اے کاش ہم دنیا میں حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلے سے منسلک ہوتے ۔شاعر نے خوب کہا:

بس کنم خودزیر کانرا ایں بس است　　　　بانگِ دوکردم اگردرده کس !ست

میرے لئے یہی کافی ہے کہ میں خود کوان کے زیرفرمان کردوں ،اگردس میں سے کوئی ایک ہےتو میں اسی کانعرہ ماروں۔اورفرمایا:

درنیابد حال پختہ ہیچ خام　　　　پس سخن کوتاہ باید والسلام

کاملین کے مرتبہ کوناتجربہ کارونا پختہ کیا سمجھے ۔پس گفتگو مختصر کرکے والسلام کہنا ہی بہتر ہے۔

(نسمات القدس ص ٦٥)

اللہ کے ولی کی توجہ سے پتھر دوٹکڑے ہوگیا:

علامہ نورالدین ابوالحسن محمد بن علی بن یوسف بن جریر، قدس سرہ، شطنوفی فرماتے ہیں:

اجتمع الشیخ علی بن وھب، والشیخ عدی ابن مسافر، والشیخ موسی الزولی رضی اللہ عنھم، عند صخرۃ عظیمۃ، بجبل السلو، ببلاد المشرق، فقالا للشیخ علی بن وھب: ما التوحید؟ فقال: ھکذا و اشار بیدہ الی تلک الصخرۃ، قال :اللہ فانفلقت نصفین، وھی الی الآن معروفۃ، یصلی الناس بین نصفیھا۔

ترجمہ: شیخ علی بن وہب ، شیخ عدی بن مسافر اور شیخ موسی زولیؒ ایک بڑے پتھر کے پاس جو کہ ''السلو'' بلادمشرق میں تھا جمع ہوئے پھران دونوں نے شیخ علی بن وہبؒ سے پوچھا کہ توحید کیا ہے؟ انہوں نے کہا اس طرح، اور اپنے ہاتھ سے اشارہ اس پتھر کی طرف کیا اور کہا اللہ: پھر وہ پتھر دوٹکڑے ہو گیا اور وہ اب تک مشہور ہے لوگ ان دونوں کے درمیان نماز پڑھتے ہیں۔

(بھجۃ الاسرار ومعدن الانوار، ص۴۳۱، مؤسسۃ الشرف بلاھور، باکستان) (امام اولیاء رحمۃ اللہ علیہ، ص: ۴۶۴)

جس طرح اولیاء کرام رحہم اللہ اجمعین اپنی توجہات کی برکات سے لوگوں کے دلوں کو منور فرماتے ہیں اسی طرح توجہ سلبی بھی فرماتے ہیں لیکن یہ توجہ یا تو منکرین کو زیر کرنے کیلئے یا کسی حکمت کی بناء پر یا کسی کو راہ راست پر لانے کیلئے توجہ فرماتے ہیں۔ امام ابوالحسن الشطنوفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

توجہ کے ذریعے شیخ رضی اللہ عنہ کا شیخ شہاب الدین سہروردی کے سینہ سے علم کلام کو دور کرنا:

خبر دی ہم کو ابو محمد حسن بن ابی عمران موسیٰ بن احمد قرشی خالدی اور ابو محمد سالم بن علی بن عبداللہ دمیاطی نے قاہرہ میں ۶۷۱ھ میں ان دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو شیخ عالم ربانی شہاب الدین ابوحفص عمر بن محمد عبداللہ سہروردی نے کہا کہ خبر دی ہم کو حسن نے حلب میں ۶۱۵ھ میں کہا خبر دی ہم کو سالم نے بغداد میں ۶۱۴ھ میں کہا کہ میں اس حالت میں کہ جوان تھا علم کلام میں

مشغول ہوااوراس میں میں نے بہت سی کتابیں حفظ کیں اس میں فقیہ بن گیا میرا چچااس پر مجھے
بہت جھڑکتا رہتا تھا لیکن میں باز نہ آتا تھا وہ ایک دن مجھے ساتھ لیکر حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ
عنہ کی زیارت کوآیااور مجھ سے کہنے لگا کہ اے عمر! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ایماندارو! جب تم
رسول ﷺ سے تخلیہ میں باتیں کرنے آؤ تو صدقہ دے لیا کرو۔ اور ہم ایک ایسے شخص کی خدمت
میں چلے ہیں کہ اس کا دل خدا تعالیٰ کی طرف سے باتیں کرتا ہے تم سوچو کہ ہم ان کی خدمت میں
کیسے جاتے ہیں کہ ان کی زیارت کی برکت حاصل کریں پھر جب ہم ان کی خدمت میں بیٹھے
تو میرے چچا نے حضرت شیخ سے عرض کیا کہ اے میرے آقا! یہ عمر میرا بھتیجا ہے علم کلام میں مشغول
ہے میں اس کو منع کرتا ہوں لیکن یہ باز نہیں آتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے عمر! تم نے کون
کون سی کتاب علم کلام کی حفظ کی ہے میں نے کہا فلاں فلاں کتاب۔ تب آپ رضی اللہ عنہ نے
اپنا ہاتھ مبارک میرے سینہ پر پھیرا تو خدا کی قسم اس علم کو میرے سینہ سے ایسا نکالا کہ مجھ کو ایک لفظ
بھی اس کا یاد نہ رہا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وہ تمام مسائل بھلا دیئے لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے سینہ میں
اسی وقت علم لدنی بھر دیا پھر میں آپ کے پاس سے اٹھا تو حکمت کی باتیں کرتا تھا آپ رضی اللہ عنہ
نے مجھے فرمایا کہ اے عمر تم عراق میں سب سے آخر میں مشہور ہوں گے وہ کہتے ہیں کہ شیخ
عبدالقادر رضی اللہ عنہ سلطان حقیقت اور حقیقتِ وجود میں تصرف کرنے والے تھے۔

(بہجۃ الاسرار ص ۶۵)

شیخ الاسلام شیخ حسین معز شمس بلخی فردوسی قدس سرہ کے ملفوظ ''گنج لا تخفی'' میں منقول ہے کہ ایک
دفعہ حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ اور حضرت خواجہ نجم الدین کبریٰ
ایک مجلس میں ہم جنب وہم پہلو تشریف فرما تھے کہ اس اثنا میں امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ
تشریف لائے اور دونوں بزرگوار کے بیچ میں بیٹھ گئے اور حضرت شیخ الشیوخ سے پوچھا کہ یہ کون

صاحب ہیں جوحضرت کے ہم پہلو بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ’’شیخ الشیوخ نے فرمایا‘‘ ایشان از خلفائے بندگی خواجہ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی اند‘‘ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیابم عرفت اللہ کہ آپ نے خدا کو کس طرح اور کس دلیل سے پہچانا۔حضرت نے جواب دیا کہ **بالواردات الالھیة الغیبیة التی لاتحملھاالافھام الضعیفة**‘‘یعنی ہم نے خدا کی معرفت ان واردات الہیہ غیبیہ کے ذریعہ سے حاصل کی جوافہام ضعیفہ کے ادراک وتحمل وطاقت سے باہر ہیں ۔امام رازی یہ جواب سن کر عالم حیرت میں آ کر ساکت ہورہے ۔اس واقعہ کو دیگر کتب میں تفصیل کے ساتھ یوں لکھا ہے کہ اس مجلس میں بڑے بڑے مشائخ وعلماء حاضر تھے ۔امام رازی علیہ الرحمۃ نے مشائخ طریقت پرعلمی تفوق اور عالمانہ شان کا اظہار چاہااور علمی مباحث پر گفتگو فرمانے لگے ۔ پہلے شیخ الشیوخ کومخاطب فرما کر کوئی مسئلہ پوچھا شیخ الشیوخ رحمۃ اللہ علیہ نے عمدہ پیرایہ میں اسکا جواب شافی دیدیا۔لیکن امام فخرالدین رازی نے اس پر اکتفانہ کی اورطول طویل تقریریں کرنے لگے اور شیخ نجم الدین کبریٰ کی طرف متوجہ ومخاطب ہوئے ،آپ کو یہ بحث مباحثہ ناگوارخاطرعاطرہوا۔ظاہراًسکوت اختیارفرمایااورزبان مبارک سے کوئی جواب نہ دیامگران کے باطن کی طرف ایک نگاہ کی اورانکے قلب کی طرف متوجہ ہو گئے تمام علم وفضل سب سلب ہوگیاامام رازی خودفرماتے ہیں کہ اس وقت میرا عجب حال ہوگیا تمام علوم میرے دل سے مٹ گئے سارا علم غائب ایک حرف حروف تہجی کایاد نہ آتا تھا مناقب الاصفیاء میں ہے چنانچہ امام فخرالدینؒ خود در رسالہ آوردہ است کہ ہر چند اندیشہ مے کردیم کہ مرا حرفے از حروف تہجی یاد آیدنمی آمد غرض امام رازی سخت گھبرائے اورتوبہ واستغفارکیااور بعد برخاست مجلس شیخ نجم الدین کبریٰ کے حضور میں حاضر ہوکر باکمال ادب نہایت معذرت وعذرخواہی کی شیخ نے فرمایااورتمام علوم وفنون اپنے سینے میں موجود پائے اس واقعہ کے بعدامام فخرالدین رازی آپ سے نہایت ہی عقیدت رکھنے لگے اور باکمال ادب آپ کی

زیارت سے مشرف ہوتے ہیں جیسے کہ امام سبکیؒ نے طبقات ج ۶ ص ۱۱ میں لکھا ہے کہ اس حکایت وروایت سے حضرت نجم الدین کبریٰ کے زور ولایت و کرامت وتصرف کے علاوہ حضرت ابوالنجیب عبدالقاہر کے ان دونوں خلیفوں یعنی شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اور شیخ نجم الدین کبریٰؒ کے انداز وروش کے تفاوت کا بھی اندازہ ہوتا ہے اور دونوں بزرگوار کے روش کی علیحدگی صاف معلوم ہوتی ہے حضرت شیخ الشیوخ کا طریقہ ستر واستتار حال اور ظاہر شریعت کی پابندی اور تحمل و بردباری اور لسانی اتمام حجت اور ابلاغ وتبلیغ ورشد وارشاد اور وعظ و پند وغیرہ کا تھا اور حضرت نجم الدین کبریٰ کے یہاں کثرت کرامات وخوارق عادات کا سلسلہ تھا اور زیادہ تر اپنی پاک روحانیت اور باطنی تصرفات اور قوی تاثیرات سے کام لیتے اور رشد وہدایت فرماتے تھے حقیقت میں دونوں بزرگوار اپنی روش اور انداز میں ٹھیک اور اپنی اپنی خدمتوں اور روشوں پر مامور من اللہ تھے۔ (تذکرہ حضرت عبدالقاہر السہروردیؒ ص ۱۳۹-۱۴۱، مناقب الاصفیاء ص ۹۶-۹۷)

اولیاء اللہ جو دیتے ہیں وہ لے بھی لیتے ہیں اپنے توجہات کی برکت سے:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی حنفی نقشبندی قدس سرہ لکھتے ہیں:

این بزرگواران ہمچنان کہ قدرت کاملہ بر اعطاء نسبت دارند وحضور وآگاہی را در اندک وقت بہ طالب صادق، عطاے فرمایند، در سلب آن نسبت نیز قدرت تامہ دارند وبہ یک بی التفاتی، صاحب نسبت را مفلس می سازند بلی آنھا کہ می دہند می ستانند ہم اعاذنا اللہ سبحانہ من غضبہ وغضب اولیاء الکرام۔

بزرگوار جس طرح نسبت کے عطا کرنے پر کامل طاقت رکھتے ہیں اور تھوڑے وقت میں طالب صادق کو حضور وآگاہی بخش دیتے ہیں اسی طرح نسبت کے سلب کرنے میں پوری طاقت رکھتے ہیں اور ایک ہی بے التفاتی سے صاحب نسبت کو مفلس کر دیتے ہیں ہاں سچ ہے جو دیتے ہیں وہ لے بھی لیتے ہیں

اللہ تعالیٰ اپنے غضب اور اپنے اولیاء کرامؒ کے غضب سے بچائے ۔(مکتوبات امام ربانی ج ا مکتوب ۲۲۱ ص ۲۴۰)

حضرت نجم الدین کبریٰ کی توجہ کی برکت سے ہزاروں طالب علم منزل مقصود تک پہنچے:

آپ کی روحانی قوت اس قدر پرزور اور قوی تھی کہ آپ کی ادنیٰ ہمت سے ایک دم میں جذب وسلوک کے سارے مرحلے طے ہوجاتے تھے اور صرف ایک توجہ میں ایک عامی عارف کامل ہوجاتا تھا۔آپ مستی و وجدوخروش کی حالت میں جس پر ایک نگاہ ڈالتے وہ ولی ہوجاتا تھا۔یہی سبب ہے کہ آپ کو ولی تراش کا لقب دیا گیا۔ (نفحات ومناقب الاصفیاء وتذکرۃ الاولیاء)

ایک دن ایک سوداگر آپ کی خانقاہ میں (نبظر سیر) حاضر ہوا۔شیخ پر اس وقت ایک خاص حالت وجد طاری تھی وہ شخص شیخ کی نظر مبارک کے سامنے آگیا آپ نے اس پر ایک پرفیض نگاہ ڈالی وہ اسی وقت مرتبۂ ولایت سے فائز المرام ہوگیا۔آپ نے پوچھا ''تو کس ملک یا کس شہر کا باشندہ ہے''اس نے شہر کا نام بتایا۔آپ نے اسے ارشاد ہدایت کی اجازت وخلافت لکھ دی اور فرمایا ''جاؤ'' اپنے وطن میں خلق خدا کو ہدایت وارشاد کرو۔ (سفینۃ الاولیاء)

شیخ اوحدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مناجات میں حضرت شیخ کا توسل اس طور پر کرتے ہیں۔

یارب بہ ولی تراش مطلق — آن نجم ونجوم ملت حق

یارب بہ ولی تراشئ او — خاصیت فیض پاشئ او

توجہ کے ذریعے سے مقامات طے کرانا :

خبر دی ہم کو ابومحمد حسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ وہ اپنے باپ سے بیان کرتا ہے کہ میں نے بغداد میں شیخ بزرگ عارف ابوعبداللہ محمد بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک سال

تک خدمت کی اوران سے ان کے ابتدائے حال کی بابت پوچھالیکن انہوں نے اس کو چھپایا پھر میں نے دوسرے سال ان کی خدمت کی تب کہا کیاتم ضرورسنوگے؟ میں نے کہا اگر آپ مناسب سمجھیں ۔انہوں نے کہا جب تک میں زندہ رہوں کسی کو یہ خبر نہ سنانا میں نے کہا ہاں (بہت اچھا) جب ان کو میرے راز چھپانے کا یقین ہو گیا تو کہا کہ میں بلخ سے بغداد کی طرف جوانی کی حالت میں اس لئے آیا کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی زیارت کروں میں ان سے ایسے حال میں ملا کہ وہ اپنے مدرسے میں نماز پڑھ رہے تھے پہلے اس سے نہ میں نے ان رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تھا نہ انہوں نے مجھے دیکھا تھا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ سلام پھیر چکے اورلوگ ان کی طرف سلام کیلئے دوڑے تو میں بھی آگے بڑھا اور میں نے مصافحہ کیا آپ نے میرے ہاتھ کو پکڑا اور ہنس کر میری طرف دیکھا اور کہا کہ اے بلخی !اے محمد تم کو مرحبا ہو، اللہ تعالیٰ نے تیرا مرتبہ جان لیا، تیری نیت کو معلوم کرلیا۔ شیخ مذکور رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کلام زخمی کی دوا، بیمار کی شفا تھا تب میری آنکھیں خوف الٰہی کے مارے بہہ نکلیں میرے شانہ کا گوشت ہیبت کے مارے پھڑ کنے لگا میری آنتیں شوق ومحبت کی وجہ سے کٹ گئیں میرا نفس لوگوں سے گھبرانے لگا میں نے اپنے دل میں ایسی بات پائی کہ جسے میں اچھی طرح بیان نہیں کرسکتا پھر یہ حالت بڑھتی اورقوی ہوتی گئی اور میں اس سے مقابلہ کرتا رہا۔ میں اندھیری رات میں اپنے وظیفہ کیلئے کھڑا ہوا تب میرے دل سے دو شخص ظاہر ہوئے ایک کے ہاتھ میں محبت کی شراب کا پیالہ تھا اور دوسرے کے ہاتھ میں خلعت تھا مجھ کو صاحب خلعت نے کہا کہ میں علی ابن ابی طالب ہوں اور یہ ایک فرشتہ مقرب فرشتوں میں سے ہے یہ محبت کی شراب کا پیالہ ہے اور یہ رضا کے حلول کی خلعت ہے۔ پھر جب مجھے یہ خلعت پہنادی ان کے ساتھی نے پیالہ مجھے دیا جس کے نور سے مشرق ومغرب روشن ہوگیا جب میں نے وہ پیا تو مجھ پر غیبوں کے اسرار اوراولیاء اللہ کے مقامات وغیرہ عجائبات

ظاہر ہو گئے ۔ان میں سے ایک مقام ایسا تھا کہ عقلوں کے قدم اس کے بھید میں پھسلتے ہیں اور فکروں کے فہم اس کے جلال میں گم ہو جاتے ہیں عقلوں کی گردنیں اس کی ہیبت کی وجہ سے جھکتی ہیں اس کی قدر و قیمت میں طبیعتوں کے بھید بھول جاتے ہیں اس کے انوار کی شعاعوں کی وجہ سے دلوں کی آنکھیں مدہوش ہوتی ہیں ۔ملائکہ کروبی و روحانی ومقربین اس مقام کا مقابلہ کرتے ہیں اپنی پیٹھوں کو رکوع کرنے والے کی طرح اس مقام کے قدر کی تعظیم کی وجہ سے جھکائے ہیں اور اللہ عزوجل کی تسبیح طرح طرح کی تقدیس وتنزیہ کے ساتھ کرتے ہیں اس مقام والوں پر سلام کرتے ہیں کہنے والے کہتے ہیں کہ اس سے اوپر سوائے عرش رحمٰن کے اور کچھ نہیں اس کی طرف دیکھنے والا تحقیق نظر سے دیکھتا ہے کہ واصل کا ہر مقام یا مجذوب کا ہر حال یا محبوب کا سر یا عارف کا علم یا مقرب کا مقام ہر ایک کا مبداء اور انجام اجمال وتفصیل کل بعض اول وآخر اس میں قرار یافتہ ہے، اسی سے پیدا ہوا ہے۔اسی سے صادر ہوا ہے ۔اسی سے کامل ہوا ہے۔ پھر میں کچھ عرصہ وہاں پر ٹھہرا۔اس کی طرف دیکھنے کی مجھے طاقت نہ تھی ، پھر مجھ کو مقابلہ کی طاقت ہوئی اور ایک مدت ٹھہرا مجھے طاقت نہیں تھی کہ اس کے اندر والے شخص کو معلوم کروں پھر ایک مدت کے بعد میں نے اس شخص کو معلوم کیا جو اس میں ہے تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف حضرت آدم وابراہیم وجبرائیل علیہم السلام تھے اور بائیں جانب حضرت نوح وعیسیٰ علیہم السلام تھے۔صلوات اللہ علیہم اجمعین۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے بڑے اصحاب واولیاء کرام خادموں کی طرح کھڑے تھے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت کی وجہ سے کہ گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں اور جن صحابہ کرام کو میں پہچانتا تھا ابوبکر،عمر،عثمان،علی ،حمزہ اور عباس رضی اللہ عنہم تھے اور جن اولیاء رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو میں پہچانتا تھا وہ معروف کرخی ،سری سقطی ،جنید،سہل تستری ،سرتاج

العارفین ابوالوفا شیخ عبدالقادر، شیخ ابوسعید، شیخ احمد رفاعی اور شیخ عدی رضی اللہ عنہم تھے۔صحابہ میں سے زیادہ آنحضرت ﷺ کے قریب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور اولیاء اللہ میں سے زیادہ قریب حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ تھے۔تب میں نے کسی قائل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب مقرب فرشتے اور انبیاء و مرسلین اولیاء محبین محمد ﷺ کی زیارت کے مشتاق ہوتے ہیں تو آپ ﷺ اعلیٰ مقام سے جو آپ ﷺ کے اپنے رب کے نزدیک ہے اتر کر اس مقام پر اترتے ہیں تب ان کے انوار آپ کے دیدار سے دگنے ہو جاتے ہیں آپ ﷺ کے مشاہدہ سے ان کے حالات پاکیزہ بن جاتے ہیں ان کے مرتبے اور مقامات آپ ﷺ کی برکت سے بلند ہوتے ہیں پھر آپ ﷺ رفیق اعلیٰ کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔تب میں نے سب کو یہ کہتے ہوئے سنا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَیْكَ الْمَصِیْرُ (البقرہ:۲۸۵) یعنی ہم نے سنا اور اطاعت کی ہم تیری بخشش چاہتے ہیں اے رب ہمارے اور تیری طرف بازگشت ہے) پھر میرے لئے قدس اعظم کے نور سے ایک چمک ظاہر ہوئی جس نے مجھ کو ہر ایک حاضر چیز سے غائب کر دیا ہر ایک موجود سے مجھ کو اچک لیا تمام مختلف چیزوں میں تمیز کرنا مجھ سے چھین لیا اور اس حال پر میں تین سال تک رہا۔پھر مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میں ایک دم باتیں کرنے لگا اور شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ میرے سینے کو تھامے ہوئے ہیں ایک پاؤں آپ کا میرے پاس اور ایک بغداد شریف میں ہے۔میری عقل لوٹ آئی اور میں اپنے امر کا مالک ہوا تب مجھ کو شیخ رضی اللہ عنہ نے کہا اے بلخی! بے شک مجھے حکم ہوا ہے کہ تم کو تمہارے وجود کی طرف لوٹا دوں اور تیرے حال کا تجھ کو مالک بنا دوں تجھ سے وہ چیز چھین لوں جس نے تجھ کو مغلوب کر رکھا ہے۔پھر میرے تمام مشاہدات واحوال کی اول سے لے کر اب تک سب خبر دی جس سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو میرے حال کی ذرہ ذرہ کی خبر ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے تیرے بارے میں

رسول اللہ ﷺ سے سات دفعہ سوال کیا یہاں تک کہ تجھ کو اس مقام کے دیکھنے کی طاقت ہوئی۔ پھر سات دفعہ سوال کیا تو تب آپ کو مقابلہ کی طاقت ہوئی اور سات دفعہ پوچھا تب تو وہاں کے اندر کی باتوں پر مطلع ہوا اور سات دفعہ پوچھا تب تو نے منادی کی آواز سنی اور بے شک اللہ تعالیٰ سے تیرے بارے میں سات اور سات اور سات دفعہ سوال کیا یہاں تک کہ تیرے لیے وہ روشنی اور چمک ظاہر ہوئی اور پہلے اس سے میں نے ستر دفعہ تیرے لیے سوال کیا یہاں تک اس نے تجھ کو اپنی محبت کا پیالہ پلایا اور اپنی رضامندی کا خلعت پہنایا اے میرے پیارے فرزند! اب تو تمام فوت شدہ فرائض کو قضا کر۔ (بہجۃ الاسرار ص۷۵)

شیخ کی توجہ سے شراب کا سرکہ بن جانا:

خبر دی ہم کو ابوالحسن علی بن ابوبکر ابہری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے کہا: میں نے قاضی القضاۃ ابوصالح نصر رحمۃ اللہ علیہ سے سنا انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے والد عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میرے والد یعنی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ایک دن نماز جمعہ کیلئے نکلے میں اور میرے دو بھائی عبدالوہاب اور عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہما آپ کے ساتھ تھے۔ راستہ میں ہم کو سلطان کے شراب کے تین مٹکے ملے جن کی بو بہت تیز تھی۔ ان کے ساتھ کوتوال اور دیگر کچہری کے لوگ تھے ان سے شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ۔ وہ نہ ٹھہرے اور جانوروں کے چلانے میں انہوں نے جلدی کی پھر آپ رضی اللہ عنہ نے جانوروں سے کہا کہ ٹھہر جاؤ، وہ اپنی جگہ پر ایسے ٹھہر گئے گویا کہ وہ پتھر ہیں وہ بہتیرا مارتے تھے مگر وہ اپنی جگہ سے نہ چلتے تھے اور ان سب کو قولنج کا درد شروع ہو گیا اور زمین پر دائیں بائیں سخت درد کی وجہ سے لوٹنے لگے۔ پھر تسبیح کے ساتھ چلانے لگے اور علانیہ توبہ استغفار کرنے لگے۔ پھر ان سے درد فوراً جاتا رہا اور شراب کی بو سرکہ سے بدل گئی انہوں نے برتنوں کو کھولا تو وہ سرکہ تھا جانور بھی

آدمیوں کی طرح چلانے لگے شیخ رضی اللہ عنہ تو جامع مسجد کو چلے گئے اور یہ خبر سلطان تک پہنچ گئی تب وہ ڈر کے مارے رونے لگا بہت سے محرمات کے فعل سے ڈر گیا۔ شیخ کی زیارت کیلئے حاضر ہوا اور حضرت رضی اللہ عنہ کی جناب میں نہایت عاجزانہ بیٹھا کرتا تھا۔ (بہجۃ الاسرار ص ۸۲)

ایک سوداگر کو مجلس میں حاجت براز ہونا اور شیخ رضی اللہ عنہ کی توجہ سے اس کا دور تک جانا اور پھر اسی وقت لوٹ آنا:

خبر دی ہم کو فقیہ ابو الفتح نصر اللہ بن القاسم بن یوسف بن خلیل بن احمد ہاشمی بغدادی کرخی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے قاہرہ میں ۶۶۹ھ میں کہا کہ خبر دی ہم کو دو بڑے شیخوں قاضی القضاۃ ابو صالح نصر بن الحافظ ابو بکر عبد الرزاق بن امام محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہم اور شیخ ابو الحسن علی بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہم نانبائی نے بغداد میں ۶۳۱ھ میں کہا ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی ہم کو ہمارے والد عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ اور میرے چچا عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے ۵۹۱ھ میں کہا ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی ہم کو عمران کیماتی رحمۃ اللہ علیہ اور بزار رحمۃ اللہ علیہ نے ۵۹۰ھ میں اور خبر دی ہم کو ابو عبد اللہ بن عبادہ عبد المحسن بن منذر انصاری جیلی رحمۃ اللہ علیہم نے قاہرہ میں ۶۷۲ھ میں اور کہا خبر دی ہم کو دو شیخوں شیخ پیشوا ابو محمد عبد اللہ بن عثمان یونینی رحمۃ اللہ علیہم نے دمشق میں ۶۱۶ھ میں اور شیخ عارف ابو اسحٰق ابراہیم بن محمود بن جوہر بعلبکی رحمۃ اللہ علیہ پھر عقیبی نے وہاں پر ۶۲۳ھ میں ان دونوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو ہمارے شیخ ابو محمد عبد اللہ بطائحی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں مدرسہ بغداد میں ۵۵۳ھ میں ابو المعالی محمد بن احمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تاجر حاضر ہوئے پھر ان کو حاجت براز نے ایسا تنگ کیا کہ چلنے پھرنے سے روک دیا بڑی سخت تکلیف ہوئی اس نے شیخ رضی اللہ عنہ کی طرف فریادرس ہو کر دیکھا اور شیخ رضی اللہ عنہ اپنے منبر کی سیڑھی سے نیچے اتر آئے اور پہلی سیڑھی پر ایک سر آدمی کے

سر کی طرح ظاہر ہوا پھر اور نیچے اتر آئے یہاں تک کہ کرسی پر ایک صورت شیخ رضی اللہ عنہ کی صورت
کی طرح برابر ہو گئی۔لوگوں کے سامنے شیخ رضی اللہ عنہ کی آواز کی طرح بولتی تھی اور شیخ رضی اللہ عنہ
کے کلام کی طرح کلام کرتی تھی اس بات کو سوا اس شخص کے اور جس کو خدا نے چاہا اور کوئی نہ
دیکھتا تھا۔آپ لوگوں کو چیرتے ہوئے آئے یہاں تک کہ اس کے سر پر کھڑے ہو گئے اور اس کے
سر کو اپنی آستین کو ڈھانک لیا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ اپنے رومال سے
ڈھانک لیا۔وہ کہتا ہے کہ میں ایک دم ایک بڑے جنگل میں پہنچ گیا جس میں نہر ہے اس کے پاس
ایک درخت ہے اس میں اس نے وہ کنجیاں جو اس کی جھولی میں تھیں لٹکا دیں اور خود قضاء حاجت
سے فارغ ہوا اس نہر سے وضو کیا اور دو رکعت نفل پڑھے جب سلام پھیر لیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے
اپنی آستین کو یا رومال کو اس پر سے اٹھا لیا تو وہ کیا دیکھتا ہے کہ اسی مجلس میں ہے اور اس کے اعضاء
پانی سے تر ہیں اور قضاء حاجت کی حالت جاتی رہی شیخ رضی اللہ عنہ اپنی کرسی پر ہیں گویا کہ وہ وہاں
سے اترے ہی نہیں ۔وہ چپ رہا کسی سے ذکر نہ کیا اپنی کنجیوں کو گم پایا اور اپنے پاس نہ
دیکھیں۔پھر وہ ایک مدت بعد بلاد عجم کی طرف قافلہ تیار کر کے چلا۔بغداد سے چودہ دن تک چلے
اور ایک منزل جنگل میں اترے جس میں نہر تھی تب وہ اس جنگل میں گیا کہ قضاء حاجت
کرے۔کہنے لگا یہ جنگل اس جنگل سے بہت مشابہ ہے اور یہ نہر اس نہر کے مثل ہے اور اس دن کے
واقعہ کو یاد کیا تو اتفاقاً وہی نہر وہی زمین وہی درخت وہی قضاء حاجت کی جگہ نکلی۔جو اس روز دیکھی
تھی تب اس کو پہچان لیا اور کوئی بات نہ بھولی۔اپنی کنجیوں کو اسی درخت میں معلق پایا۔پھر جب
بغداد کی طرف لوٹے تو وہ شیخ رضی اللہ عنہ کی جناب میں آیا کہ آپ کو خبر دے تو آپ رضی اللہ عنہ نے
اس کی خبر دینے سے پہلے کان پکڑ کر فرمایا کہ اے ابوالمعالی! میری زندگی میں کسی سے یہ ذکر نہ کرنا وہ
آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت کرتا رہا حتیٰ کہ آپ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا۔

شیخ رضی اللہ عنہ کے تصرف سے علماء کا علم جاتا رہنا:

خبر دی ہم کو ابو محمد عبداللہ بن احمد بن علی قطفنی رحمۃ اللہ علیہم نے کہا خبر دی ہم کو شیخ علی بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہا نانبائی نے کہا کہ میں نے شیخ ابوالحسن جوسقی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں زاہران میں سیدی شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ عنہ کی مجلس سماع میں حاضر ہوا تھا۔اس میں مشائخ وصلحاء،فقہاء ،قراء کی ایک جماعت موجود تھی جب مشائخ کو سماع کا مزہ آیا(یعنی وجد میں ہوئے) توفقہاء وقرأ نے اپنے اپنے دلوں میں انکار کیا۔تب شیخ علی بن الہیتی رضی اللہ عنہ نے ان فقہاءوقراء پر چکر لگایا۔ان میں سے جب کسی پر کھڑے ہو کر دیکھتے تو وہ اپنے سینے سے تمام علم وقرآن کومفقود پاتا۔ یہاں تک کہ ان کے اخیر تک پہنچے وہ سب چل دیئے اور ایک مہینہ ان کی یہ کیفیت رہی (یعنی محض بے علم بن گئے) پھر سب کے سب شیخ رضی اللہ عنہ کی طرف آئے اور آپ رضی اللہ عنہ کے پاؤں چومے آپ سے معافی مانگنے لگے تب شیخ رضی اللہ عنہ نے ان کیلئے دستر خوان بچھوایا۔انہوں نے کھانا کھایا شیخ رضی اللہ عنہ نے بھی ان کے ساتھ کھایا اوران میں سے ہر ایک کو ایک ایک لقمہ کھلایا تب ان میں سے ہر ایک نے جو کچھ علم گم کیا تھا اس شیخ رضی اللہ عنہ کے لقمہ کی برکت سے سب پالیا پھر وہ خوشی خوشی گھروں کو لوٹ گئے۔ (بہجۃ الاسرار ص۲۹۹)

تانبے کے برتن شیخ کی توجہ سے بعض چاندی اور بعض سونے کے بن گئے:

راوی کہتا ہے کہ ان کے پاس ایک مغربی شخص بھی آیا جس کا نام عبدالرحمان بن احمد اشبیلی تھا۔اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک سونے کی ڈلی رکھ دی اوران سے کہا اے میرے سردار!یہ میری ترکیب سے ہے۔فقراء کیلئے پیش کرتا ہوں پھر شیخ رضی اللہ عنہ نے حاضرین سے کہا کہ جس کے پاس تانبے کا برتن ہو وہ میرے پاس لے آئے ۔تب لوگ بہت سے تانبے کے برتن از قسم طشت طباق وغیرہ لائے ۔ان کو حکم دیا کہ حجرہ کے اندر رکھ دو۔آپ رضی اللہ عنہ اٹھے اوران کی

طرف گئے پھر ان میں سے بعض سونے کے ہو گئے اور بعض چاندی کے بن گئے مگر صرف دو طشت باقی رہے۔ پھر شیخ رضی اللہ عنہ نے برتن والوں سے کہا کہ جس کا جو برتن ہو وہ لے لے پھر انہوں نے وہ برتن سونے چاندی کے لے لئے پھر عبدالرحمان سے کہا کہ اے فرزند عزیز! بے شک اللہ عزوجل نے ہم کو یہ سب کچھ دیا ہے لیکن ہم نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔ تمہارے ٹکڑۂ زر کی ہم کو حاجت نہیں پھر ہم نے ان سے برتنوں کے اختلاف کا سبب پوچھا تو کہا کہ جب میں نے کہا تھا کہ جس کے پاس کوئی برتن ہو تو وہ ہمارے پاس لے آئے۔ اب جو شخص میرے کلام پر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے دل میں کوئی شبہ پیدا نہ ہوا تو اس کا برتن سونے کا بن گیا اور جس کے دل میں شبہ پیدا ہوا۔ اس کا برتن چاندی بن گیا اور دو شخصوں کے دل میں مجھ سے بدظنی پیدا ہوئی۔ تو ان کے برتن نہ بدلے۔

(بہجۃ الاسرار ص ۴۴۶)

حضرتِ امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ فرماتے ہیں:

بہ ((حکیم صدر)) در بیان سلامتی قلب و نسیان او مر مادون حق را سجانہ اھلُ اللہ، اَطِبَّاءِ اَمراضِ قلبیہ اند۔ ازالۂ عللِ باطنیہ، منوط بہ توجہ این بزرگواران است۔ ((ھم کلام ایشان دواست ونظر ایشان شفا (ھم قوم لایشقی جلیسھم وھم جلساءُ اللہ بھم یمطرون و بھم یرزقون)۔

رأس امراض باطنیہ ورئیس علل معنویہ، گرفتاری قلب است بہ مادون حق۔ سُبْحَانَہٗ وَتعَالٰی۔ و تا ازین گرفتاری بہ تمام آزادی میسر نشود۔ سلامتی محال است۔ چہ شرکت را درآن حضرت جل سلطانہ اصلاً بار نیست (اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ) (الزمر ۴)

حکیم صدر کی طرف صادر فرمایا۔ سلامتی قلب اور اس کے غیر حق سبحانہ کو بھلا دینے کے بیان میں۔ اہل اللہ قلبی امراض کے طبیب ہیں۔ باطنی امراض کا ازالہ ان بزرگوں کی توجہ سے وابستہ ہے۔ ان

کا کلام دوااوران کی نظر شفاء ہے۔

حدیث پاک میں وارد ہے۔ھم قوم لایشقیٰ جلیسھم ،یعنی یہ ایسی قوم ہے جن کا ہم نشین بدنصیب نہیں۔(بخاری ومسلم)

وھم جلساء اللہ ،یعنی یہ لوگ اللہ کے ہمنشین ہیں۔بہم یمطرون وبہم یرزقون، (بخاری شریف)انہی کی برکت سے بارش ہوتی ہے اورانہی کی برکت سے رزق ملتا ہے۔امراض باطنی اور علل معنوی میں سب سے بڑی بیماری دل کی غیر حق تعالیٰ کے ساتھ گرفتاری ہے۔جب تک اس گرفتاری سے پورے طور پر نجات حاصل نہ ہو سلامتی قلب کا نصیب ہونا محال ہے۔کیونکہ اس ذات اقدس جل سلطانہ کے لیے کسی اور کی شرکت کا قطعاً کوئی دخل نہیں۔

أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ

ترجمہ:سن لوخالص دین صرف اللہ ہی کے لیے ہے۔(سورۂ زمر:۳)

(مکتوبات امام ربانی ، دفتر ،اوّل، مکتوب۱۰۹،ج،۱،ص،۲۷۸،مرکز پخش :زاھدان ،خیابان خیام ،صدیقی،تہران)

شرح:

زیر نظر مکتوب گرامی میں حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز اہل اللہ کے فیوض وبرکات وتوجہات اوران کی صحبت ومجلس کی فوائد وثمرات کا تذکرہ فرمارہے ہیں دراصل اہل اللہ امراض باطنیہ اورعلل معنویہ کے طبیب ہوتے ہیں اس لئے سالک کواپنے ذاتی مفادات نفسانی خواہشات اوردنیاوی اغراض کوپس پشت ڈال کر ہمیشہ ان کا نیازمند رہنا چاہیئے تاکہ ان کی توجہات قدسیہ اورارشادات عالیہ کی بدولت اسی قلبی امراض اور ماسواء اللہ کی محبت سے نجات حاصل ہوجائے۔بقول شاعر۔

ہم نشینی اولیاء چو کیمیا است کیمیائے خود بایں خوبی کجا است

حضرت شیخ ابوبکر بن سعدان رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں :

،من صحب الصوفیۃ فلیصحبھم بلا نفس ولا قلب ولا ملك فمتی نظر الی شئ من اشیائہ قطعہ ذالك عن بلوغ مقصدہ۔

ترجمہ: یعنی جو شخص صوفیاء کی صحبت اختیار کرے تو اسے چاہیے کہ بے نفس و بے قلب اور بے ملکیت ہو کر ان کی صحبت اختیار کرے۔ پس جب وہ اپنی اشیاء میں سے کسی شئے کی طرف دیکھتا ہے تو وہ اسے مقصود تک رسائی سے روک دیتی ہے۔ (مکتوبات معصومیہ ج۴ مکتوب ۱۱۰)

بلکہ بقول شاعر طالب صادق کی کیفیت یوں ہونی چاہیے

بچہ مشغول کنم دیدہ و دل را کہ مدام دل ترا مے طلبد دیدہ ترا مے خواہد

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال کے ذریعے اچھی اور بری صحبت کا تذکرہ فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

إِنَّمَا مَثَلُ جَلِيسِ الصَّالِحِ , وَجَلِيسِ السَّوْءِ كَحَامِلِ الْمِسْكِ , وَنَافِخِ الْكِيرِ , حَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ , وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ , وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً , وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ , وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا خَبِيثَةً " رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ , وَمُسْلِمٌ فِي الصَّحِيحِ , عَنْ أَبِي كُرَيْبٍ , عَنْ أَبِي أُسَامَةَ ۔

(شعب الایمان ج۱۲ ص ۴۳، مشکوٰۃ شریف ج۲ ص ۴۲۶)

ترجمہ: یعنی اچھے اور برے مصاحب کی مثال کستوری اٹھانے اور بھٹی دھونکنے والے جیسی ہے۔ کستوری اٹھانے والا یا تمہیں کستوری تحفے میں دے گا یا تم اس سے خریدو گے یا تمہیں اس کی خوشبو آئے گی اور بھٹی دھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلائے گا یا تم کو اس کی ناگوار بدبو آئے گی۔

عارف کھڑی حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اس مفہوم کو یوں بیان فرمایا ہے:

نیکاں لوکاں دی صحبت یارو جیویں دکان عطاراں

سودا بھانویں مول نہ لیے حلّے آون ہزاراں

بریاں لوکاں دی صحبت یارو جیویں دکان لوہاراں

کپڑے بھانویں کنج کنج بہیئے چنگاں پین ہزاراں

جب کوئی مرید صادق کسی اہل اللہ کی صحبت میں عقیدت ونیازمندی سے سرشار ہو کر چند لمحے گزارتا ہے تو باہمی اخلاص کی بدولت اس مقام کی فضا میں لطافت اور مٹی میں شرافت آجاتی ہے کیونکہ وہاں رحمتوں کا ورود اور فرشتوں کا نزول ہوتا ہے جیسا کہ آیت کریمہ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ (حم سجدہ آیت ۳۰) سے واضح ہے۔ بقول شاعر

آسمان سجدہ کند پیش زمینے کہ درو

یک دو کس یک دو نفس بہر خدا بنشینند

چونکہ اہل اللہ، اللہ تعالیٰ کے مقبول ومحبوب بندے اور اس کے جلیس وہم نشین ہوتے ہیں اس لئے گناہگار بھی ان کی مجلس سے محروم نہیں لوٹتے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اہل اللہ کو مغفرت کا مژدہ سنایا تو فرشتوں نے عرض کی۔ رَبِّ فِيهِمْ فُلَانٌ عَبْدٌ خَطَّاءٌ، إِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ، قَالَ: فَيَقُولُ: وَلَهُ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُمْ ۔یعنی اے رب تعالیٰ ان میں فلاں شخص بڑا گناہگار تھا وہ تو فقط گزر رہا تھا کہ ان کے ساتھ بیٹھ گیا؟ فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں نے اسے بھی بخش دیا کیونکہ یہ وہ قوم ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے والا کبھی بدبخت نہیں ہوتا۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار الرقم ۲۶۸۹، باب فضل مجالس الذکر ج۴ ص۲۰۶۹، احمد بن حنبل فی المسند، ج۲ ص۲۵۲، الرقم: ۷۴۲۰، والمنذری فی الترغیب والترہیب، ج۲ ص۲۵۹ الرقم ۲۳۱۶)

ایک روایت میں یوں ہے کہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ عرض کرتا ہے فِیهِمْ فُلاَنٌ لَيْسَ مِنْهُمْ، إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ. قَالَ: هُمُ الْجُلَسَاءُ لاَ يَشْقَى بِهِمْ جَلِيسُهُم " ان میں ایک شخص ایسا بھی ہے جوان میں سے نہیں بلکہ وہ تو کسی کام کیلئے آیا تھا۔ ارشاد فرمایا یہ وہ ارباب مجلس ہیں کہ ان کی صحبت میں بیٹھنے والا شخص کبھی بدبخت نہیں ہوتا (صحیح البخاری ،باب فضل ذکراللہ ج ۸ ص ۸۶، مشکوۃ ص ۱۹۷)

حضورا کرم ﷺ نے ارشادفرمایا: هَلْ تُنْصَرُونَ وَتُرْزَقُونَ إِلَّا بِضُعَفَائِكُم ۔یعنی ضعیفوں کی بدولت تمہاری مدد کی جاتی ہے اورتم کورزق دیا جاتا ہے۔

(مشکوٰۃ ۴۴۶، صحیح البخاری ج ۴ ص ۳۶، شرح السنۃ للبغوی باب فضل الفقراء، ج ۱۴ ص ۲۶۴)

نیز حضورا کرم ﷺ نے یوں بھی ارشاد فرمایا: يُسْقَى بِهِمُ الْغَيْثُ، وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْأَعْدَاءِ ،یعنی ان اہل اللہ کی برکت سے بارشیں برستیں اور دشمنوں پر فتح ونصرت عطا ہوتی ہے۔

(مشکوٰۃ ۵۸۳ ،فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ج ۲ ص ۹۰۶ ،مسند احمد الرسالہ ج ۲ ص ۲۳۱)

اقبال مرحوم نے اس مفہوم کو یوں ادا کیا ہے۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضاء لئے پھرتے ہیں اپنی آستینوں میں
تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں

اسی طرح حضرتِ عالی امام ربانی مجدد الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی ،حنفی ،نقشبندی ،قدس سرہ اپنے مکتوبات میں مکتوب نمبر ۱۶۸ البینات جلد چہارم میں فرماتے ہیں: متن: نسبت ایشاں فوق ہمہ

نسبتہا آمدہ کلام ایشاں دواء امراض قلبیہ است ونظر شان شفاء علل معنویہ وتوجہ وجیہہ ایشاں طالبان رااز گرفتاری کونین نجات می بخشد وہمت رفیع شان مریداں رااز حضیض امکاں بذروۂ وجوب می برد... لیکن دریں اوان کہ آن نسبت شریفہ عنقاء مغرب گشتہ است۔

ترجمہ: ان کی نسبت تمام نسبتوں پر غالب آ گئی ہے۔ان کا کلام قلبی امراض کیلئے دوااوران کی نظر روحانی بیماریوں کیلئے شفاہےاوران کی زبردست توجہ طالبوں کو دونوں جہاں کی گرفتاری سے نجات بخشتی ہے۔ان کی بلند ہمت، مریدوں کو امکان کی پستی سے وجوب کی بلندی پر لے جاتی ہے... لیکن اس زمانے میں یہ نسبت شریفہ عنقائے مغرب ہوگئی ہے۔

شرح: یہاں حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز طریقت نقشبندیہ کی فوقیت اور مشائخ نقشبندیہ کی توجہات قدسیہ کی برکات کا تذکرہ فرمارہے ہیں۔دراصل خواجگان نقشبندیہ رضی اللہ عنہم کی نسبت وتوجہ وکلام اس قدر قوی اور پرتاثیر ہوتی ہیں جن کی بدولت انکے مریدین کے باطن کا تصفیہ اورنفوس کا تزکیہ ہوجاتا ہےاوروہ ہر ماسویٰ سے چھٹکارہ حاصل کر کے توحید عیانی، وصل عریانی اور تجلی ذاتی دائمی سے شادکام اورفیضیاب ہوتے ہیں۔مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ العزیز نے خوب کہا۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالاراند

کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را

مرورزمانہ، لوگوں کی کم ظرفی اوردوں ہمتی کی وجہ سے نسبت نقشبندیہ کبریت احمر کی مانند کمیاب، پوشیدہ اورعنقاء ہوگئی ہے۔چونکہ حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز نے نسبت نقشبندیہ کو" عنقائے مغرب ،،سے تشبیہ دی ہےاس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں عنقائے مغرب کے متعلق قدرے وضاحت کردی جائے تا کہ فہم مکتوب میں سہولت رہے۔وباللہ التوفیق۔

عنقاء مغرب ایک عجیب الخلقت اورمقطوع النسل دراز گردن پرندہ ہے جسے فارسی میں سیمرغ کہتے ہیں

چنانچہ روایت ہے !اللہ تعالیٰ نے دوراول میں ایک پرندہ تخلیق فرمایا جسے عنقاء کہا جاتا تھا۔ بلادحجاز میں اس کی نسل کثرت سے پائی جاتی تھی۔وہ بچوں کو اچک کرلے جاتا تولوگوں نے قبیلہ بنی عبس کے سردارخالد بن سنان سے اس کی شکایت کی توانہوں نے اس کی انقطاع نسل کیلئے دعائے ضررفرمائی ،اس لئے وہ نابودہوگیا۔اب بزم گیتی میں محض اس کا نام باقی ہے۔(کنزالعمال ج۱ص ۲۳۳۷)

دلیل: قطب الارشادحضرت خواجہ عبیداللہ احرارقدس سرہ الغفارنسبت نقشبندیہ کی جامعیت وعظمت کے متعلق ارشادفرماتے ہیں۔نسبت خواجگان قدس اللہ ارواحہم آں نسبت شریف کہ جامع جمیع نسبتہاست وخلاصہ ومنتہائے مجموع طریقہاست۔(فقرات ص۳۸) یعنی نسبت خواجگان قدس اللہ ارواحہم وہ نسبت شریفہ ہے جوجمیع نسبتوں کی جامع ہےاورتمام طریقوں کا خلاصہ ومنتہاہے۔ایک اورمقام پریوں ارشادفرماتے ہیں کہ خواجگان ایں سلسلہ علیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم بہرزراقی ورقاصی نسبت ندارد کارخانۂ ایشاں بلنداست اس سلسلہ عالیہ کےخواجگان قدس اللہ تعالیٰ اسرارھم کسی مکاراوررقاص کے ساتھ نسبت نہیں رکھتے،ان کا کارخانہ بلند ہے۔

(مکتوب نمبر۱۶۸البینات جلد چہارم)

امام ربانی مجددالف ثانی شیخ احمدفاروقی سرہندی قدس سرہ العزیزمکتوبات شریف میں لکھتے ہیں کہ:

بہ برکت توجہ حضرت ایشاں بحقیقت بندگی رساندوعروج برفوق محدد بسیارواقع شدبعدازطی مسافت چوں پرفوق محددرسیددارالخلدازآنجا بماتحت مشہودگشت وفوق محددآں مقدارعروج واقع شدکہ ازمرکزخاک تامحدد یااند کہ کمترازین۔

ترجمہ: اپنے شیخ مبارک کی توجہات کی برکت سے حقیقت بندگی نصیب ہوئی اورمیراعروج محدد سے اوپرواقع ہوایعنی جب پہلی مرتبہ عروج واقع ہوااورمیں عرش پرپہنچااورجنت عرش کے نیچے مشاہدے میں آئی اورپھرمحدد سے اتناعروج واقع ہواکہ زمین کے مرکز سے لے کرمحدد تک

یااس سے کم۔ (مکتوب نمبر ۱ ج ۱ ص ۴)

شرح: حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ جب مجھے پہلی بار فوق العرش عروج روحانی نصیب ہوا تو میں نے جنت کو عرش کے نیچے دیکھا۔ آپ کا یہ کشف وشہود فرمان نبوی علیٰ صاحبہا الصلوات کے عین مطابق ہے۔

حدیث میں ارشاد ہے۔ سقفہا عرش الرحمٰن۔ یعنی عرش جنت کی چھت ہے۔
(تفسیر خازن ج ص ۲۸۳)

اسی طرح حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔

الجنۃ فوق السموات تحت العرش۔ یعنی جنت آسمانوں کے اوپر عرش کے نیچے ہے۔
(تفسیر خازن ج ص ۲۸۳)

اور اسی پر اکثریت کا اتفاق منقول ہے۔ واضح رہے کہ حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کے مکشوفات اور مشاہدات علوم شرعیہ کے عین مطابق ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نسبت مجددیہ میں اتباع شریعت اور التزام سنت کا لحاظ غالب ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ عالم امر کے پانچوں لطائف کا وطن اصلی عرش کے اوپر ہے لہذا حکمائے یونان کا یہ قول کہ" عرش سے اوپر کچھ نہیں،، محض باطل ہے۔

توجہ بھی کرامت کی مانند ہے

حضرت محمد ہاشم کشمیؒ فرماتے ہیں: خارق اول آنکہ یکی از فضلای دہلی کہ بکری بعقد ورآوردہ بود سالہا رفتہ اوراؔ فتحی روی ندادہ از اوعیہ وادویہ اثر ندیدہ چون وصف ایشان شنیدہ روزے کہ ایشان بجای سوارہ میرفتہ اندورعنان درآمدہ بہ نیاز تمام قصّہ را معروض داشتہ التماس زوال عنیت نمودہ حضرت خواجہ رادل بر شفقت کشودہ از مرکب فرود آمدہ اورادر کنار شریف کشیدہ مُعانقہ سخت نمودہ اندوفرمودہ اند کہ رفتہ متوجہ شوید کہ فتح ست دی ہمان لحظہ درخودقوت غریب دیدہ رفتہ وبسہولت تمام

ہمان لحظہ فتح نمودہ

ترجمہ: ایک کرامت یہ ہے کہ دہلی کے ایک فاضل نے ایک لڑکی سے شادی کی لیکن کئی سال تک دوری جیسی رہی۔ دوا اور دعا بھی مفید نہ ہوسکی آپ کی تعریف سن کر آپ کے پاس آیا۔ آپ سواری پر کہیں جا رہے تھے۔ اس نے گھوڑے کی لگام پکڑ کر آپ سے اپنا حال بیان کیا اور مقصد میں کامیابی چاہی۔ آپ سواری سے اتر پڑے اور زور سے تین دفعہ اس سے معانقہ کیا اور فرمایا کہ جاؤ اس شخص میں بھرپور قوت آگئی اور وہ کامیاب ہوا۔

(برکات احمدیہ، نام دگرز بدۃ المقامات، ص،۲۱،)

باطنی امراض کا بزرگان دین کی توجہ سے ازالہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ لکھتے ہیں :

به (حکیم صدر) در بیان سلامتی قلب و نسیان او مر مادون حق را سبحانه أهل الله، اطباء امراض قلبیه اند۔ ازالۂ علل باطنیه، منوط به توجه این بزرگواران است۔ ((هم کلام ایشان دو است و نظر ایشان شفا ((بهم [است] قوم لا یشقی جلیسهم وهم جلساء الله)) یمطرون وبهم یرزقون))۔ رأس امراض باطنیه ورئیس علل معنویه، گرفتاری قلب است به مادون حق۔ سبحانه وتعالیٰ، و تا از این گرفتاری به تمام آزادی میسر نشود۔ سلامتی محال است۔ چه شرکت را در آن حضرت جل سلطانه اصلا بار نیست (الا الله الدین الخالص) (زمر/۴)

حکیم صر کی طرف صادر فرمایا۔ سلامتی قلب اور اس کے غیر حق سبحانہ کو بھلا دینے کے بیان میں۔ اہل اللہ قلبی امراض کے طبیب ہیں۔ باطنی امراض کا ازالہ ان بزرگوں کی توجہ سے وابستہ ہے۔ ان کا کلام دوا اور ان کی نظر شفاء ہے۔ حدیث پاک میں وارد ہے۔ **هم قوم لا یشقی**

جليسيم یعنی یہ ایسی قوم ہے جن کا ہم نشین بدنصیب نہیں (بخاری، مسلم)۔ **وھم جلساء لا یشقي جلیسلم**، یعنی یہ لوگ اللہ کے ہمنشین ہیں۔ **بھم یمطرون و بھم یرزقون**، یعنی انہی کی برکت سے بارش ہوتی ہے اور انہی کی برکت سے رزق ملتا ہے۔ امراض باطنی اور علل معنوی میں سب سے بڑی بیماری دل کی غیر حق تعالیٰ کے ساتھ گرفتاری ہے، جب تک اس گرفتاری سے پورے طور پر نجات حاصل نہ ہو سلامتی قلب کا نصیب ہونا محال ہے۔ کیونکہ اس ذات اقدس جل سلطانہ کے لئے کسی اور کی شرکت کا قطعاً کئی دخل نہیں۔ **أَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِص** (سن لو خالص دین صرف اللہ ہی کے ل ئے ہے۔

(مکتوبات امام ربانی ج ا مکتوب ۱۰۹، ص ۲۷۸)

فنا میں اولیاء کرام کا تصرف

نقل کردند خدمت خواجہ علاء الحق والدین عطر اللہ تربتہ کہ روزی قدم مبارک حضرت خواجہ مارا می مالیدم و اتفاقا شریف زادہ در آن صحبت حاضر بود و خواجہ سخن در مقام فنا می گفتند۔ در آن اثنا فرمودند کہ اولیا را در فنا تصرف می دھند۔ آن شریف زادہ از حضرت خواجہ سوال کرد کہ اولیا در فنا چگونہ تصرف می کنند؟ خواجہ قدم مبارک خود را بہ سینہ من رسانیدند۔ در من کیفیتی پیدا شد و از خود رفتم۔ آن عنایت پیش از وقت نماز دیگر بود، تا وقت نماز بامداد داشت۔ چون بہ جای اصلی باز آمدم و بہ حضرت خواجہ مشرف گشتم، فرمودند ما این معاملت با تو بجھت آن کردیم کہ آن شریف زادہ را یقینی بحالی درویشان بحاصل آید۔

یعنی ''حضرت خواجہ علاء الحق والدین عطر اللہ تربتہ نے نقل فرمایا کہ ایک روز میں حضرت خواجہ ما قدس اللہ روحہ کی خدمت اقدس میں آپ کے قدم مبارک مل رہا تھا۔ اتفاق سے ایک شریف زادہ آپ کی خدمت میں حاضر تھا اور حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ مقام فنا کے بارے میں گفتگو

فرما رہے تھے۔ اسی وقت آپؒ نے فرمایا کہ اولیاء کرام فنا میں تصرف کرتے ہیں۔ اس شریف زادہ نے حضرت خواجہؒ سے سوال کیا اولیاء فنا میں کیسے تصرف کرتے ہیں؟ حضرت خواجہؒ نے اپنا قدم مبارک میرے سینے پہ رکھا تو مجھ میں ایک کیفیت پیدا ہوگئی اور میں از خود رفتہ ہو گیا۔ مجھ پہ یہ عنایت نمازِ عصر سے لے کر نماز صبح تک رہی۔ جب میں اصلی حال میں لوٹ آیا تو حضرت خواجہؒ سے مشرف ہوا آپ نے فرمایا ہم نے تیرے ساتھ یہ معاملہ اس لئے کیا ہے کہ اس شریف زادہ کو درویشوں کے حال پر یقین ہو جائے۔ (انیس الطالبین عدۃ السالکین، ص ۹۹)

اولیاء کرام کی توجہ کی برکت سے جذب وسکر میں رہنا:

حضرت زبدۃ المؤرخین عمدۃ المحققین علامہ مفتی غلام سرور لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

شیخ بہاؤالدین والدین نقشبند تفویض فرمود چوں شاہ متوجہ حال وہ شد حالتے روداد کہ مدام در جذبہ قوی وسکر بودی وقطع علائق نمودو ہرگز باکسی انس وآرام نمی گرفت۔

یعنی حضرت سیدنا شیخ المشائخ میر برہان بن سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں جب بزرگ والدین نقشبند سرتاج الاولیاء بہاء الحق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے توجہ کی تو یہ حالت ہوگئی کہ ہر وقت جذب وسکر میں رہتے تھے۔ لوگوں سے قطع تعلق ہو گیا اور کسی کے پاس آرام نہیں ملتا تھا۔

(خزینۃ الاصفیاء، جلد ا ص ۵۶۵)

اولیاء کرام کا خواب میں توجہ پر تصرف:

حضرت فخر صوفیاء علامہ نورالدین محمد عبدالرحمن جامی نقشبندی قدس سرہ لکھتے ہیں:

وہم ایشان (حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ) فرمودند کہ خواجہ بزرگ (بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) را در خواب دیدم کہ در من تصرف کردند و من بیخود بیفتادم۔ چون با

خود آمدم، خواجہ ازمن گذشتہ بودند، خواستم کہ درعقب بروم۔ پایمائے من درھم می پیچید۔ بہ محنت بسیار بہ خواجہ رسیدم۔ فرمودند کہ مبارک باد۔

یعنی حضرت سیدنا شیخ کبیر خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ یہ بھی فرماتے تھے کہ خواجہ بزرگوار (امام طریقہ بہاء الحق عرف والدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) کو میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھ کو توجہ کرتے تھے۔ میں بے خود پڑ گیا تھا۔ جب مجھے ہوش آیا تو خواجہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے تھے، میں نے چاہا کہ آپ کے پیچھے جاؤں لیکن میرے پاؤں لڑکھڑا گئے۔ بڑی محنت سے خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ نے فرمایا کہ تم کو مبارک باد ہو۔

(نفحات الانس من حضرات القدس، صفحہ ۴۱۶)

اولیاء کرام کا بعد الوفات توجہ اور تصرف اور مقامات طے کروانا:

قدوۃ الاولیاء حضرت خواجہ حاجی محمد فضل اللہ مجددی لکھتے ہیں : خدمت ایشان بعد وصال والد صاحب کمال پنجاہ و شش سال بر مسند ارشاد و اکمال اتکا داشتند و ازان جملہ شش سال بکسب زوائد فوائد چنانچہ ایما برآن رفتہ بخدمت حضرت عروۃ الوثقیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلوک نمودند ازنسبت ھائے مخصوص ایشان بھرہ ورشدہ فقیر از زبان مبارک حضرت شاہ عطاء اللہ قدس سرہ کہ والد والدہ فقیر اند شنیدہ ام وخدمت ایشان از اکابر مسموع داشتند کہ روزی جناب حضرت عروۃ الوثقی رحمۃ اللہ علیہ بحضرت وحدت قدس اللہ تعالیٰ سرہ فرمودند کہ وعدہ بتومی نمایم کہ چھل توجہ بتوعنایت نمایم وبھر توجہ آن قدر ترقی در حال تو خواھد شد کہ در مدت مدید حصول آن بدشواری باشد ازان جملہ سی وچھار توجہ عنایت شدہ بود کہ مقدمہ انتقال حضرت عروۃ الوثقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعام رخ نمود پس از این واقعہ جان کاہ روزی حضرت وحدت قدس اللہ تعالیٰ سرہ برقبر متبر کہ ایشان رفتہ معروض داشتند کہ از جملہ توجہ ہائے موعود شش عدد توجہ باقی است امید از الطاف حضرت آنکہ بوفا انجامد

بایشان چنان ایماشد کہ برقبر متوجہ شدہ بنشین تا آنچہ معدودو موعود جود ایفا رود خدمت حضرت وحدت عرض نمودند کہ وعدہ درحالت حیات بود الحال نیز بہ ہیبت حیات شدہ توجہ عنایت شود معلوم ایشان شد کہ درخلوت آمدہ باش یعنی وقتیکہ دیگرے برقبر حاضر نہ باشد ایشان وقت را مراعت نمودہ برقبر مبارک می رفتند وحضرت عروۃ الوثقی بہ ہیئت حیات شدہ ازقبر مبارک خروج می فرمودند وتوجہ می دادند روز ششم کہ اتمام موعود بود حضرت وحدت قدس سرہ سیاہی وقلم ہمراہ داشتند بعد از فراغ توجہ عرض نمودند کہ بدستخط مبارک نوشتہ عنایت شود کہ آنچہ بعبد الاحد وعدہ رفتہ بود کہ چھل توجہ خواہم داد از آنھا سی و چہار توجہ درحالت حیات دادہ شدہ بود شش توجہ باقی رابہیئت حیات شدہ ایفائی موعود داشد خدمت حضرت عروۃ الوثقی قدس سرہ العزیز رابدستخط مبارک خود عبارتے کہ قرین این مدعا بودہ باشد نوشتہ دادند حضرت وحدت قدس سرہ آن نوشتہ رابسائر بنی اعمام خود نمودند ہمہ مخدوم زادہ گان دستخط والد شریف خود را شناختہ وحضرت حجۃ اللہ رضی اللہ عنہ بر پشت آن کہ کاغذ نوشتند ۔ ھذا ھو الحق الیقین بلی الا ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینقلون من دار الی دار ۔

ترجمہ : آپ اپنے والد محترم کے وصال کے بعد ۵۵ سال تک مسند ارشاد پر تشریف فرمارہے۔ اوران میں سے چھ سال کے لئے آپ کے حکم پر مزید فوائد کے حصول کے لئے روانہ ہوئے۔ اور حضرت خواجہ عروہ وثقیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے اور مخصوص نسبت سے بہرہ ور ہوئے۔ فقیر نے آپ کے متعلق اپنے نانا حضرت شاہ عطاء اللہ رحمہ اللہ کی زبان مبارک سے سنا ہے انہوں نے یہ اپنے اکابر سے سنا تھا کہ حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ رحمہ اللہ نے حضرت وحدت قدس اللہ سرہ سے وعدہ فرمایا کہ میں تمہارے اوپر چالیس توجہات کروں گا کہ جس سے تمہارے احوال میں اتنی ترقی ہوگی کہ ایک لمبی مدت میں اتنی ترقی حاصل کرنا محال ہے اس وعدہ کے مطابق ابھی ۳۴ توجہات کی تھیں کہ حضرت خواجہ عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ کا وصال مبارک ہوگیا۔ اس واقعہ جانکہ کے کچھ عرصہ

بعد حضرت خواجہ وحدت قدس سرہ آپ کی قبر مبارک پر گئے وہاں جا کر عرض کیا کہ حضور آپ نے مجھ سے چالیس توجہ کا وعدہ کیا تھا ابھی ان میں سے ۳۴ مکمل ہوئی تھیں اور چھ رہتی تھیں کہ آپ دنیا سے رخصت ہو گئے اور وعدہ مکمل نہ ہوا۔ امید ہے کہ آپ اپنے وعدہ کو مکمل فرمائیں گے۔ آپ کو اشارہ ہوا کہ اس فقیر کی قبر کی طرف توجہ کر کے بیٹھو تا کہ وعدہ مکمل ہو جائے۔ آپ نے عرض کیا کہ یہ وعدہ حالت حیات کا تھا لہذا اب بھی حالت حیات میں یہ وعدہ مکمل ہونا چاہیئے۔ تو آپ کو پھر بتایا گیا کہ ہمارے پاس اس وقت آنا جب کوئی اور نہ ہو۔ تو حضرت نے اس قت پر نظر رکھی اور جانا شروع کیا، وہاں جا کر دیکھا کہ آپ اپنی قبر مبارک سے باہر تشریف لاتے ہیں اور توجہ فرماتے ہیں، چھ دن وعدہ کے مطابق ایسا ہی ہوتا رہا اور وعدہ مکمل ہو گیا۔

آخری دن آپ قلم سیاہی ساتھ لے گئے تھے فراغت کے بعد گزارش کی کہ آپ اپنے ہاتھ سے یہ تحریر فرمائیں کہ عبدالاحد کے پاس چالیس توجہ کرنے کا وعدہ کیا تھا جن میں سے ۳۴ حالت زندگی میں اور باقی چھ وصال کے بعد حالت زندگی میں آ کر مکمل چالیس کی ہیں۔ اور وعدہ مکمل کیا ہے۔ حضرت عروۃ الوثقیٰ قدس اللہ سرہ نے اپنے ہاتھ سے اس کے مطابق عبارت لکھ کر دستخط بھی کئے حضرت وحدت قدس سرہ نے اپنے تمام چچا زادوں کو یہ لکھا ہوا دکھایا، سب اپنے والد محترم کے خط کو جانتے تھے۔ حضرت حجۃ اللہ رحمہ اللہ نے اس کاغذ کی پشت پر یہ لکھا : یہ حق الیقین ہے کیوں نہیں اولیاء اللہ فوت نہیں ہوتے بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ (تفسیر روح البیان)

(عمدۃ المقامات، ص ۳۶۰)

خشک لکڑی پر توجہ کا اثر:

حضرت علامہ امام یوسف اسماعیل نبہانی لکھتے ہیں : قال قدس اللہ سرہ رأیت الکعبة

المطہرۃ تطوف بی تشریفاً منہ تعالیٰ وتکریما لی، وقال ان اللہ اعطانی قوۃ عظیمۃ من امر الھدایۃ بحیث لو توجھت الی خشبۃ یابسۃ لاخضرت۔ یعنی حضرت امام مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ میں نے کعبہ مطہرہ کو دیکھا کہ اللہ کریم کی عطا فرمودہ میری عظمت کو دیکھ کر وہ میرا طواف کررہا ہے اللہ کریم نے مجھے ہدایت کے معاملہ میں عظیم قوت عطا فرما رکھی ہے اگر میں خشک لکڑی پر توجہ ڈالوں تو وہ سبز ہو جائے۔(جامع کرامات اولیاء ج ۱ ص ۴۹۲)

توجہ میں اثر ہے یا نہیں؟

حضرت علامہ شیخ بدرالدین نقشبندی مجددی سرہندی قدس اللہ سرہ لکھتے ہیں :

وقتے کہ حضرت ایشان قدس سرہ وے را خالفت دادہ رخصت بوطن مالوف کردند، گویند کہ در اثنائے راہ بخاطرش رسید کہ حضرت ایشان مرا اجازت تعلیم طریقہ فرمودند، در طالبان تصرف باید کرد۔ بارے بیاز مایم کہ مرا قوت و قدرت تصرف ہست یا نہ و توجہ من اثرے دار دیانے، ناگاہ ڈولی دختر کافرے کہ وے کہ خدا کردہ می بردند بنظر افتاد، تصرف را بر وے سر دادم، بالفور آن عروسہ قطع نظر از حیائے کہ دختر ان را می باشد کردہ و بے اختیار شدہ از ڈولی خود را انداختہ بجانب شیخ بشتافت و خود را بر قدم وے انداخت۔ شیخ، نظر باثارت فتنہ کردہ مطلب کہ تجربۂ توجہ بود حاصل نمودہ تصرف خود را از وے باز داشت، ہمان ساعت وے حیاعود نمود باز گشت و در ڈولی نشست۔

حضرت امام مجدد الف ثانی قدس سرہ نے جب آپ (شیخ بدیع الدین سہارنپوری رحمہ اللہ) کو خلافت دے کر آپ کے وطن مالوف کی طرف رخصت کیا تو کہا جاتا ہے کہ آپ کو خیال آیا کہ جب حضرت نے مجھے تعلیم طریقہ کی اجازت دی ہے تو طالبوں میں تصرف کرنا چاہیئے میں آزما کر دیکھوں

کہ مجھے تصرف کی قوت اور ادرت ہے بھی یا نہیں اور میری توجہ میں اثر ہے یا نہیں ہے، اتفاق سے ایک کافر لڑکی کی ڈولی پر کہ جس کی ابھی شادی ہوئی تھی نظر پڑی میں نے اس پر تصرف کیا تو اس دلہن نے حیاء شرم جو لڑکیوں کو ہوتی ہے ترک کر کے فوراً بے اختیار ہو کر ڈولی میں سے چھلانگ لگائی اور شیخ کی طرف دوڑی ہوئی آئی اور ان کے قدموں پر گر پڑی، شیخ نے فتنے کو فرو کرنے کے لئے اور اپنا مطلوب جو توجہ کے تجربے کے لئے تھا، حاصل کر کے اس کی طرف سے اپنا تصرف واپس کر لیا تو اسی وقت اس کی حیاء واپس آ گئی اور وہ پلٹ کر ڈولی میں بیٹھ گئی۔

(حضرات القدس ج ۲ ص ۳۴۰)

توجہ سے جذبہ، شوق اور رونے کی حالت ہو جانا:

حضرت خواجہ محمد عبدالکریم نقشبندی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

بعض اوقات آپ کی توجہ کی یہ حالت ہوتی کہ تلقین کرنے کے بعد اسی وقت آدمی بے ہوش ہو جاتا تھا۔ اور جو بے ہوش نہیں ہوتے تھے، تو ان کے دل میں ذکر کا جوش اور عجیب حالت اور شہودِ حق کا ظہور ہوتا تھا۔ اکثر اوقات، آپؒ کے ساتھ توجہ میں مولانا غلام نبی اور سید جماعت علی شاہ صاحب بیٹھتے تھے، اور شاہ صاحب کی یہ حالت تھی کہ جس کی طرف توجہ کرتے تو اس کو اسی وقت جذبہ و شوق و گریہ ہو جاتا تھا۔ حافظ جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر آپ کی نظرِ مہربانی بہت تھی۔ جس روز آپؒ نے ان کو تلقین فرمایا اور باطنی توجہ سے معمور فرمایا تو حافظ صاحب کی یہ حالت تھی کہ مثل ماہی بے آب زمین پر تڑپتی تھے۔ ایک برس تک ان کی یہی حالت رہی، اور تلقین کے بعد اسی وقت آپ نے تاج مبارک ان کے سر پر رکھا اور موزون کیا جس وقت مولانا و مرشدنا راولپنڈی تشریف لائے تو میں نے عرض کی یا سیدیؒ آپ نے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بہت جلدی موزون کیا ہے، تو آپؒ نے فرمایا میں حکم کا بندہ ہوں اور نیز شاہ صاحبؒ کی محبت اور علم و حلم

مجھے کو پسند آیا۔(ہدایۃ الانسان الی سبیل العرفان، ص ۱۱۲)

حضرت علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

وقد قال العارفون رضی اللہ عنھم۔ من لا ینفع لحظه لا ینفع قوله

یعنی "جس کی توجہ نافع نہیں، اس کی باتیں بھی نفع نہیں دے سکتیں۔"

فالعارف من یسلک الناس وهم فی حرفهم

یعنی "پس عارف وہ ہے جو لوگوں کو ان کے کاروبار کی مشغولی ہی میں سلوک طے کرادے۔"

(الانوار القدسیہ فی بیان آداب العبودیہ، ص ۹۹)

مردہ دلوں کو توجہ سے زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں :

که پیر دل مرده را زنده گر دانیده است و به مشاهده و مکاشفه رسانیده (است) نزد عوام، احیای جسدی، عظیم الشان است و نزد خواص، احیای قلبی وروحی، برهان رفیع الشان است (خواجه محمد پارسا)۔ قدس سره در رساله (قدسیه) می فرماید که احیای جسدی پیش اکثر مردم چون اعتبار داشت، اهل اللہ از آن احیا اعراض نموده به احیای روحی پرداخته اندو متوجه احیای دل مردهٔ طالب گشته اند والحق که احیای جسدی نسبت به احیای قلبی، کالمطروح فی الطریق است و نظر به این، داخل عبث چه، این احیا سبب حیات چند روزه است و آن احیا، وسیلهٔ حیات دائمی است، بلکه گوییم که فی الحقیقت وجود اهل اللہ کرامتی است از کرامات و دعوت ایشان مر خلق را به حق۔ جل سلطانه۔ رحمتی است از رحمت های حق۔ جل سلطانه۔ واحیای قلوب اموات، اینی است از آیت های عظمی۔ ایشان

امان ارض اندو غنیمت روز گارند (بھم یمطرون و بھم یرزقون) در شأن شان است کلام شان دو است و نظر شان شفا۔ ھم جلساء اللہ وھم قوم لا یشقیٰ جلیسھم و لا یخیب انیسھم۔

یعنی ”پیر نے اس کے مردہ دل کو زندہ کرنا عظیم ہے۔ اور خواص کے نزدیک روحانی اور قلبی طور پر زندہ کرنا بڑی بلند مرتبہ دلیل ہے۔ خواجہ محمد پارسا قدس سرہ اپنے رسالہ قدسیہ میں لکھتے ہیں کہ جسم کا زندہ کرنا چوں کہ اکثر آدمیوں کے نزدیک معتبر ہے۔ اللہ والوں نے اس طرح زندہ کرنے سے منہ موڑا ہے، اور روحانی طور پر زندہ کرنے میں مشغول ہوئے اور طالب کے مردہ دل کو زندہ کرنے کی طرف توجہ فرمائی۔ اور صحیح بات تو یہ ہے کہ جسم کو زندہ کرنا دل کو زندہ کرنے کی نسبت بالکل بے کار چیز ہے۔ اور اس پر نگاہ ڈالنا بھی عبث ہے۔ کیونکہ جسم چند روزہ زندگی کا سبب ہے۔ اور قلبی زندگی حیات دائمی کا وسیلہ ہے۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ فی الحقیقت اللہ والوں کا وجود بذات خود کرامات میں سے ایک کرامت ہے۔ اور ان کا لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف دعوت دینا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے اور مردہ دلوں کو زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک بہت بڑی نشانی ہے۔ یہ لوگ زمین والوں کے لئے امان ہیں اور زمانے کے لئے غنیمت ہیں۔ (بہم یمطرون وبہم یرزقون) ”ان ہی کے سبب بارشیں ہوتی ہیں اور انہی کے ذریعے لوگوں کو رزق ملتا ہے“ ان ہی کی شان میں ہے۔ ان کی گفتگو دوا ہے اور ان کی نظر شفا ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہم جلیس ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں ہوتا، اور نہ ان سے دوستی رکھنے والا نامراد ہوتا ہے۔ “

(مکتوبات امام ربانی، ج ۲ مکتوب ۹۲، ص ۲۸۲)

اللہ والے کے وضو کے پانی کی چھینٹوں سے بے خودی طاری ہوئی

شیخ روز بہان کبیر مصری رحمہ اللہ گازرونی الاصل ہیں مگر مصر میں سکونت اختیار فرمائی اور یہیں آپ سے رشد وارشاد کا سلسلہ جاری ہوا۔ آپ اکابر صوفیاء اور اعاظم اولیاء اللہ سے ہیں۔ حضرت ابو النجیبؓ کے مختص لوگوں میں سے ہیں۔ حضرت جامی فرماتے ہیں ''از مریدان شیخ ابو النجیب سہروردی است'' (نفحات ص ۴۸۰) اور حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ فرماتے ہیں ''وشیخ روز بہان نسبت بحضرت ابو النجیب سہروردیؓ دارد'' (لطائف اشرفی ص ۳۷۶)۔ آپ اکثر عالم استغراق میں رہتے تھے۔ ''در اکثر اوقات در مقام استغراق می بودہ'' مگر باوجود اس کے شریعت کی اتباع و پابندی سے کبھی علیحدہ نہیں ہوتے تھے۔ مصر میں آپ کی خانقاہ شریف فقراو درویشوں کے لئے مرکز تھی۔ حضرت نجم الدین کبریٰ رحمہ اللہ بھی آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوئے اور ایک مدت تک آپ کی تربیت حسب تعلیم وتلقین آپ کے ریاضات کرتے رہے۔ شیخ روز بہان کبیرؒ نے کئی مرتبہ آپ کو خلوت میں بٹھایا اور آپ سے متعدد چلے اور اربعین کرائے (نفحات الانس ص ۱۲)۔ اور لطائف اشرفی صفحہ ۳۷۵ پر ہے ''تکمیل وتحصیل سلوک الٰہی وعبور بر مقامات نامتناہی بحضرت شیخ روز بہان کبیر میسر شد۔'' حضرت نجم الدین کبریٰؒ بیان فرماتے ہیں کہ جس وقت میں مصر پہنچا اور شیخ روز بہان کی خانقاہ میں داخل ہوا تو شیخ کے تمام مریدان واصحاب کو مشغول ومراقب پایا۔ میری طرف کسی نے کوئی توجہ نہ کی اور صرف اپنے کام میں مصروف رہے۔ میں نے کسی دوسرے شخص سے دریافت کیا کہ شیخ کون اور کہاں ہیں؟ اس نے بتایا کہ شیخ خانقاہ سے باہر وضو فرمارہے ہیں۔ میں اس جگہ پہنچا تو دیکھا کہ شیخ تھوڑے سے پانی میں وضو کررہے ہیں۔ میرے دل میں یہ خطرہ آیا کہ شیخ کو یہ مسئلہ شاید معلوم نہیں کہ اتنے قلیل مقدار پانی میں وضو جائز نہیں ہے۔ پھر ایسا شخص جسے ایسا مسئلہ بھی نہ معلوم ہو، شیخ کیونکر ہوسکتا ہے۔ ادھر شیخ کو

انکشاف ہو گیا۔ آپ نے وضو کرنے کے بعد اپنے ہاتھوں کو میرے منہ پر لا کر چند چھینٹیں دیں، پانی کی چھینٹیں میرے چہرے پر پڑنا تھیں کہ مجھ پہ بے خودی طاری ہو گئی۔ شیخ اپنی خانقاہ میں آئے اور دو رکعات شکرانہ وضو ادا فرمانے لگے۔ میں کنارہ پہ کھڑا رہا کہ نماز سے فارغ ہوں تو میں سلام کروں اور قدم بوس ہوں اسی درمیان میں مجھ پر بے خودی طاری ہو گئی اور میں اس عالم سے گزر گیا۔ اب میں کیا دیکھتا ہوں کہ قیامت قائم ہے اور دوزخ کی آگ بھڑک رہی ہے۔ لوگ گرفتار ہو کر اس میں ڈالے جا رہے ہیں۔ اور جہنم کے اوپر ایک پشتہ ہے جس پر ایک بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ جو شخص یہ کہہ دیتا ہے کہ میں اس بزرگ سے تعلق رکھتا ہوں تو وہ بالکل رہا کر دیا جاتا ہے۔ اور دوسروں کو اس آگ میں جھونک دیا جاتا ہے۔ ناگاہ مجھے بھی فرشتے گرفتار کر کے دوزخ کی طرف لے چلے۔ میں کہنے لگا کہ مجھے اس بزرگ سے تعلق ہے۔ میری زبان سے یہ کلمہ سن کر مجھے چھوڑ دیا گیا۔ میں اس پشتہ کے اوپر پہنچا، دیکھا شیخ روز بہان رضؓ بیٹھے ہیں اور وہ بزرگ آپ ہی ہیں جن کے دامن پاک کے تعلق کی وجہ سے لوگ جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گئے ہیں۔ میں نے آگے بڑھ کر قدموں پر سر رکھ دیا۔ شیخ روز بہان رضؓ نے زور سے میری پشت پر ایک دھول ماری جس کی وجہ سے میں منہ کے بل زمین پر گر گیا۔ شیخ نے دھول لگاتے ہوئے فرمایا: ''پیش ازین اہل حق را انکار کن؟'' یعنی بے سمجھے پہلے ہی سے اہل حق پر انکار کیا؟ زمین پر گرنے کے ساتھ ہی میں اس عالم سے عالم ہوش و حواس میں آیا اور اپنے آپ کو زمین پر پڑا پایا۔ اور شیخ رضؓ بھی تحیۃ الوضو سے فارغ ہو چکے تھے۔ میں دوڑ کر قدموں پر جا گرا۔ شیخ نے عالم شہادت میں بھی اسی طرح ایک دھول مجھ پر رسید کی اور وہی جملہ فرمایا کہ ''پیش ازین اہل حق را انکار مکن'' اس وقت میرے قلب سے تمام خیالات و وساوس اور ساری کدورتیں دور ہو گئیں۔ (نفحات الانس ۴۸۴ تا ۴۸۸) حضرت شیخ روز بہان کبیر مصری قدس اللہ سرہ نے حضرت شیخ ابوالنجاب نجم الدین کبریٰؒ کی

اپنی صاحبزادی سے شادی بھی کروادی تھی جن کے بطن مبارک سے حضرت نجم الدین کبریٰ کی متعدد اولاد ہوئی۔(نفحات ص ۴۸۰)

(بحوالہ تذکرۃ حضرت ابوالنجیب عبدالقاہرالسہر وردی رحمہ اللہ، صفحہ ۱۴۶)

توجہ قسری:

خواجہ ابوالفیض کمال الدین محمد احسان مجددی، قدس سرہ، فرماتے ہیں:

درین سال حضرت ایشاں توجہ قسری بفرزند چہارم حضرت خواجہ محمد اشرف دادند توجہ قسری آنرا گوئیند کہ دریک توجہ سالک راشیخ کامل از ابتدا تا انتہا برساند حضرت خواجہ محمد اشرف در بیاض بدستخط خود رقم نمودہ اند کہ حضرت ایشاں در کوشک نشستہ بودند مرا فرمودند سال درزندگانی من باقی ماندہ است باتوجہ برتو بکنم کہ تاحال ہیچ کس بر ہیچ مریدے نکردہ باشد وبعدازین نیز نکند ومرا القاء نسبت کردند وتوجہ کامل دادند می فرمودند دریک توجہ مارا بمنتہائے کمالات الٰہی مافوق آن متصور نباشد رسانیدن وتمامی این مقامات ولایت صغریٰ وکبریٰ وعلیا وکمالات نبوت وکمالات رسالت وحقیقت کعبہ وحقیقت قرآن وحقیقت صلوٰت وملاحت وصباحت وغیرہ باستقلال تمام درہمہ نوقت مرا حاصل شد وجمیع این مقامات درفہمیدم الحمدللہ علی ذلک۔

اس سال حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے چوتھے فرزند خواجہ محمد اشرفؒ پر توجہ قسری کی۔توجہ قسری کا مطلب یہ ہے کہ ایک توجہ میں شیخ کامل سالک کو ابتداء سے لے کر انتہا تک پہنچا دیتا ہے حضرت خواجہ محمد اشرفؒ اپنے بیاض میں خود اپنے ہاتھ سے لکھتے ہیں۔کہ حضرت قیوم ثانی رضی اللہ عنہ محل میں بیٹھے تھے۔مجھے فرمایا کہ اب میری زندگی کا صرف ایک سال اور رہے آؤ! میں تم پر ایسی توجہ کروں کہ اب تک کسی نے اپنے مرید پر نہ کی ہو۔اور نہ آئندہ کوئی کرے۔پھر مجھے القائے نسبت کیا اور کامل توجہ دے کر فرمایا کہ ہم نے تمہیں کمالات الٰہی کے انتہا تک پہنچا دیا ہے۔جس کے آگے وہم وخیال میں نہیں آسکتا

آنحضرتؒ نے ولایتِ صغریٰ۔کبریٰ۔علیا اور کمالاتِ نبوت وکمالات رسالت۔حقیقتِ کعبہ حقیقت قرآن اور حقیقتِ صلوٰۃ اور صباحت وملاحت وغیرہ سب کچھ ایک ہی وقت میں مجھے حاصل کروا دیئے۔چنانچہ ان تمام مقامات کا احساس میں اپنے آپ میں کرنے لگا۔الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

(روضۃ القیومیہ، ج۲، ص، ۲۴۱)

حضرت علامہ شیخ بدرالدین، نقشبندی مجددی سرہندی، قدس سرہ، فرماتے ہیں:

قدسیہ: حضرت حق سبحانہ از عنایت بے غایت خویش این درویش را آنقدر بخشیدہ است کہ اگر باین چوب خشک ہمت گمارم جہانے از وے منور گردد، اما این آخرزمان مرضی دادار جہان دراظہار آن نمی یابم۔

قدسیہ: آپ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی بے انتہا عنایت سے اس فقیر کو اتنی قدرت عطا فرمائی ہے کہ اگر ایک خشک لکڑی پر توجہ دوں تو یہ عالم اس سے منور ہو جائے گا لیکن اس آخر زمانے میں اس طرح کی توجہ کے اظہار کیلئے اللہ تعالیٰ کی مرضی نہیں ہے

(حضرات القدس، ص، ۱۶۳، ناشر محکمہ اوقاف پنجاب لاہور) (حضرات القدس، ج۲، ص، ۱۸۰)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ توجہ کے بارے میں فرماتے ہیں :

وللنقشبندية تصرفات عجيبة من جميع الهمة على مرادفيكون على وفق الهمة والتاثيرفى الطالب ودفع المرض عن المريض وافاضة التوبة على العاصى والتصرف فى قلوب الناس حتى يحبواويعظمواوفى مداركهم حتىٰ تتمثل فيهاواقعات عظيمة والاطلاع على نسبة اهل الله من الاحياء واهل القبوروالاشراف على خواطر الناس وما يختلج فى الصدورو كشف الوقائع المستقبلة ودفع البلية النازلة وغيرهاونحن ننبهك على نموذج منها۔

ترجمہ: نقشبندیوں کے عجیب تصرفات ہیں ہمت باندھنا کسی مراد پر وہ مراد ہمت کے موافق اور طالب میں تاثیر کرنا اور بیماری کو مریض سے دفع کرنا اور عاصی پر توبہ کا افاضہ کرنا اور لوگوں کے دلوں میں تصرف کرنا تا کہ وہ محبوب اور معظم ہو جاویں یا ان کے خیالات میں تصرف کرنا تا کہ ان میں واقعات عظیمہ متمثل ہوں اور آگاہ ہو جانا اہل اللہ کی نسبت پر خواہ زندہ ہوں یا اہل قبور اور لوگوں کے خطرات قلبی پر اور جو ان کے سینوں میں خلجان کر رہا ہے اس پر مطلع ہونا اور وقائع آئندہ کا مکشوف

ہونا اور بلائے نازل کو دفع کر دینا اور سوائے ان کے اور بھی تصرفات ہیں اور ہم تجھ کو اسے کتاب کے دیکھنے والے ان میں سے بعض تصرفات پر آگاہ کرتے ہیں بطریق نمونے کے۔

طریقہ تاثیر طالب یعنی توجہ دادن: سالک کو توجہ کرنے کا طریقہ

اما هذه التصرفات عند كبرآ ئهم اصحاب الفنآء فی الله والبقآء به فلها شأن عظيم واما عند سائرهم فالتاثير فی الطالب ان يتوجه الشيخ الى نفسه الناطقة ويصادمها بالهمة التامة القوية ثم يستغرق فی نسبته با لجمعية وهذا بعد ان تكون نفس الشيخ حاملة لنسبة من نسب القوم وكانت ملكة راسخة فيها فتنتقل نسبته الى الطالب على حسب استعداده ومنه من يشوب بهذا التوجه الذكر والضرب على قلب الطالب واذا غاب الطالب فانهم يتخيلون صورته ويتوجهون اليها۔

ترجمہ: اور اس قسم کے تصرفات کاملین نقشبندیوں کے نزدیک جو فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے لوگ ہیں تو انکی تو اور شان عظیم ہے اور اکابر کے سوا باقی متوسطین کے نزدیک طالب میں تاثیر کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ مرشد طالب کے نفس ناطقہ کی طرف متوجہ ہو کر اپنی پوری قوی ہمت سے ٹکرائیں پھر ڈوب جائیں اپنی نسبت میں جمعیت خاطر سے اور یہ تصرف اس کے بعد ہوگا کہ نفس مرشد کسی نسبت کا حامل ہو ان بزرگوں کی نسبتوں میں سے اور اس نسبت کا اس کو ملکہ راسخہ ہو کہ ہر دم اس کے قابو میں ہو پھر مرشد کی نسبت طالب کی طرف منتقل ہو گی اسکی لیاقت اور استعداد کے موافق اور بعضے نقشبندی اس توجہ کی ساتھ ذکر کو اور طالب کی دل پر ضرب لگانے کو بھی ملا دیتے ہیں اور جب کہ طالب غائب ہو تو اس کی صورت کو خیال کرتے ہیں اور اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یعنی غائب کو توجہ دیتے ہیں اس کی صورت کو تصور کر کے۔

حقیقت ہمت:

واما الهمة عن اجتماع الخاطر وتأ كد العزيمة بصورة التمنی والطلب بحيث لا يخطر فی القلب خاطر سوى هذا المراد

کطلب الماء للعطشان واخبرنی من اثق بہ ان من الشیوخ من یشتغل بالنفی والاثبات ویعنی بہ لاراد بهذه الآفۃ اولارازق اومایناسب ہذا الااللہ فانہ الفاعل بہذ الفعل۔

ترجمہ:

اورہمت تو عبارت ہی اجتماع خاطر اور قصد کے مضبوط ہو جانے سے بصورت آرزو اور طلب کے اس طرح پر کہ دل میں کوئی خطرہ نہ سماوے سوااس مراد کے جیسے پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے اور مجھ کو خبر دی اس نے جس پر مجھ کو اعتماد ہے کہ بعضے شیوخ نفی اور اثبات میں مشغول ہوتے ہیں اور لاالہ اللہ سے یہ ارادہ کرتے ہیں کہ آفت کا ٹالنے والا نہیں اور کوئی روزی دینے والا نہیں یا اس کے مناسب جو مدعا ہو سوائے اللہ کے۔

توجہ کے ذریعے سبب مرض:

وامارفع المرض فعبارة عن ان یتخیل نفسه المریض وان به هذاالمرض ویجمع الهمة بحیث لایخطر فی قلبه خطرة دون هذافان المرض ینتقل الیه وهذا من عجائب صنع اللہ فی خلقه۔

ترجمہ: اور بیماری کا دور کرنا اس سے عبارت ہے کہ مرد صاحب نسبت اپنی ذات کو بیمار خیال کرے اور یہ جانے کہ یہ بیماری مجھ میں ہے اور اس پر ہمت کو جمع کرے اس طرح پر کہ اس کے دل میں کوئی خطرہ نہ آوے سوائے اس تصور کے تو مریض کی بیماری اس شخص کی طرف منتقل ہو جاوے گی اور یہ امر عجائبات قدرت اور صنعت ایزدی سے ہے اس کی خلق میں۔

امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی توجہ کی برکت سے ایک صاحب دل کے عجب کا علاج:

جیسے ظاہری مرض کی طرف اگر شیخ متوجہ ہوجائے اوراس بندے سے ظاہری بیماری دفعۃ ہوجاتی ہے اسی طرح باطنی بیماریاں جو کہ تقریباً ننانوے ہیں وہ بھی شیخ کامل کی توجہ کی برکت سے ختم ہوجاتی ہیں ۔حضرت مجددالف ثانی قدس سرہ کی خدمت میں ایک صاحب دل سیدصاحب حاضرہوئے ،ان کا دل ایساذاکرتھا کہ پاس بیٹھنے والے بھی ذکر کی آواز سنتے تھے،خصوصاً جب وہ سوتے تھے تو دوردورتک ذکر کی آوازسنائی دیتی تھی اوران کوبعض مشائخ سے خلافت بھی حاصل تھی،حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی اسی توقع سے حاضرہوئے تھے۔حضرت نے فرمایا کہ یہ صاحب استعداد ہیں مگرغلبۂ ذکراورخلافت مشائخ نے ان کو عجب وغروراورخودپسندی میں مبتلا کردیاہےاوران کی راہ ترقی مسدودہوگئی ہے،لہذاان کاعلاج ان کے حالات سلب کرلینے سے ہوگا۔ چنانچہ دوروزبھی نہ گزرے تھے کہ حضرت نے ان کے حالات سلب کرلئے۔سیدصاحب نے جب اپنے کوبےحال پایاتوبہت پریشان ہوئے ،گریہ وزاری شروع کی اوراشک حسرت آنکھوں سے جاری ہوگئے،لیکن حضرت نے ان کے حال پر ذراالتفات نہ کی۔جب چندروز کے بعدان کے دماغ سے عجب وپندارنکل گیااورروتے روتے بری حالت ہوگئی توحضرت نے ان کوخلوت میں طلب فرماکرایسےمقامات عالیہ پرپہنچادیا کہ اس کاپہلاذکران کےمقابلےمیں زینۂ اول حیثیت بھی نہ رکھتاتھا،وہ سیدصاحب خودبھی اپنی پہلی حالت کےنقص کےمعترف ہوگئے۔

(زبدۃ المقامات ص ۲۷۸،حضرات القدس دفتر دوم ص ۱۴۶)

طریقہ توبہ بخشی:

واماافاضة التوبة فصورته ان يتخيل نفسه ذلك العاصى بعدان اثرفيه نوع تاثيركان نفسه افاضت الى نفسه ووقع بين النفسين اتصال ماثم يستانف فيندم ويستغفر الله فان ذلك العاصى يتوب عن قريب۔

ترجمہ: اورافاضہ توبہ کی صورت یہ ہے کہ صاحب نسبت اس عاصی شخص کے نفس کا تصور کرے بعد اس کے کہ کچھ اس میں تاثیر کرے اس طرح پر کہ گویا اس کی ذات اس کی ذات سے مل گئی اوردونوں میں اتصال پیدا ہو گیا پھر ندامت کا اظہار کر کے حق تعالیٰ سے استغفار کرے تو اس سے وہ عاصی بھی جلد توبہ کرے گا۔

طریقہ تصرف قلوب:

والتصرف فی قلوب الناس حتی یحبوا اومدارکھم حتی یتمثل فیھا الواقعات صورتہ یصادم نفس الطالب بقوۃ الھمۃ ویجعلھا متصلۃ بنفسہ ثم یتخیل صورۃ المحبۃ اوالواقعۃ ویتوجہ الیھا بجامع قلبہ فان المتوجہ الیہ یتاثر ویظھر فیہ الحب وتتمثل لہ الواقعۃ۔

ترجمہ: اور تصرف کرنا لوگوں کے دل میں تا کہ ان میں محبت آجاوے یا ان کی محل ادراک میں تصرف کرنا تا کہ ان میں واقعات متمثل ہوجاویں اس کا طریقہ یہ ہے کہ بقوت ہمت طالب کے نفس سے لڑے اوراس کو اپنے نفس سے متصل کر لے پھر محبت یا واقعے کی صورت کو خیال کرے اوران کیطرف متوجہ ہو اپنے دل کی جمعیت سے تو اس میں اثر ہوگا جس کی طرف ہوا اوراس میں محبت ظاہر ہوجاوے گی اور واقعہ اسکے ذہن میں صورت پکڑ جاوے گا۔

طریقہ اطلاع نسبت اہل اللہ:

واما الاطلاع علی نسبۃ اھل اللہ فطریقہ ان یجلس بین یدیہ ان کان حیا اوعند قبرہ ان کان میتا ویفرغ نفسہ عن کل نسبۃ ویفضی بروحہ الی روح ھذا الشخص زمانا حتی یتصل بھا ویختلط ثم یرجع الی نفسہ فکل ماوجد من الکیفیۃ فھو نسبۃ ھذا الشخص لامحالۃ۔

ترجمہ: اوراہل اللہ کی نسبت سے مطلع ہونے کا یہ طریقہ ہے کہ اس کے سامنے اگروہ زندہ ہو یا اس کی قبر کے پاس بیٹھے اگروہ مردہ ہو اور اپنی ذات کو ہر نسبت سے خالی کرڈالے اور اپنی روح کو اسکی روح پہنچاوے چند ساعت یہاں تک کہ اس روح سے متصل ہو اور مل جاوے پھر اپنی ذات کی طرف رجوع کرے پھر جو کیفیت کہ اپنے نفس میں پاوے تو البتہ وہی اس شخص کی نسبت ہے۔

طریقہ اشرافِ خواطر:

واما الاشرف علی الخواطر فطریقه ان یفرغَ نفسه ان کل حدیث وخاطر ویفضی بنفسه الیٰ نفس هذا الشخص فان اختلج فی نفسه حدیث من قبیل الانعکاس فهو خاطره۔

ترجمہ: اوراشراف خواطر یعنی دل کی باتوں کے دریافت کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اپنی ذات کو ہر بات اور ہر خطرے سے خالی کرے اور اپنے نفس تک پہنچادے پھر اگر اس کے دل میں کچھ کھٹکے اور کوئی بات معلوم ہو بطریق پرتوَ پڑنے کے تو وہی بات اس کے دل کی ہے۔

طریقہ کشفِ وقائع آئندہ: آئندہ کے حالات کا کشف حاصل کرنا:

واما کشف الوقائع المستقبلة فطریقه ان یفرغ نفسه عن کل شیئ الا انتظار معرفة هذه الواقعة فاذا انقطع عنه کل حدیث وکان الانتظار کطلب الماء للعطشان جعل یربوا بنفسه زمانا بعد زمان الی الملاء الاعلی اوالسافل بقدر استعداده ویتجرد الیهم فانه عن قریب ینکشف علیه الامر بهتف هاتف اورؤیة واقعة فی الیقظة اورؤیا فی المنام۔

ترجمہ: اور آئندہ آنے والے واقعات کے کشف کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دل کو خالی کرے ہر چیز سے سوائے اس واقعے کے دریافت کے انتظار کے پھر جب اسکے دل سے ہر خطرہ منقطع ہوجاوے

اور انتظار اس مرتبہ پر ہو جیسے پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے اپنی روح کو ساعت بساعت ملاء اعلیٰ یا اسفل کی طرف بلند کرنا شروع کرے بقدر اپنی استعداد کے اور ان ہی کی طرف یک سو ہو جاوے تو جلد اس پر حال کھل جاوے خواہ ہاتف کی آواز سے یا جاگتے میں اس واقعہ کو دیکھ کر یا خواب میں۔

طریقہ دفع بلا:

واما دفع البلية النازله فطريقه ان يتخيل تلك البلية بصورتها االمثالية ويتخيل مصادمتها ودفعها بقوة ثم يجمع همته علىٰ ذالك ويربوا بنفسه زمانا بعد زمان الىٰ حيز الملاء الاعلىٰ او السافل ويتجرد اليهم فانها عن قريب تندفع۔ والله اعلم۔

وشرط هذه التصرفات وما يجرى مجراها اتصال نفس الموثر فيه والالمام بها والافضاء اليها والاصحاب التجريد من غواشى البدن يعرفون هذا الاتصال ويقدرون علىٰ تحصيله والله اعلم و هذا الذى ذكرنا من الاشغال هو الذى كان يختار سيّدى الوالد قدّس سره۔

ترجمہ: اور آنے والی مصیبتوں کے دفع کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اس بلا و مصیبت کو اس کی صورتِ مثالی کے ساتھ خیال کرے اور اس کی مصادمت اور دفع کرنے کو بقوتِ تمام خیال کرے پھر اپنی ہمت کو اس پر مجتمع کرے اور اپنی روح کو ساعت بساعت ملاء اعلیٰ یا ملاء سافل کے مکان کی طرف بلند کرے اور ان ہی کی طرف یکسو ہو جاوے تو عنقریب وہ دفع ہو جاوے گی۔ واللہ اعلم۔

اور ان تصرفات کی شرط اور جو ان کے قائم مقام ہیں متصل کرنا ہے اثر دینے والے کے نفس کو اس کے نفس سے جس میں تاثیر کرنا منظور ہے اور ملا دینا اس کے ساتھ اور اس تک پہنچا دینا

اور جولوگ کہ بدن کے حجابوں سے پاک ہوگئے ہیں وہ اس اتصال کو جانتے ہیں اور یہ وہ اشغال ہیں کہ وہ اسکے حصول پر قادر ہیں واللہ اعلم اور یہ جو اشغال ہم نے ذکر کیے ہیں جن کو ہمارے والد مرشد پسند کرتے تھے۔ (شفاء العلیل القول الجمیل ص:۱۱۱ تا ۱۱۹)

ایک مرید کے دل سے غیر عورت کی محبت کا دور کرنا اپنی توجہ کی برکت سے:

خواجہ حسام الدین احمدؒ کے صاحبزادے خواجہ جمال الدین حسین اپنے والد بزرگوار کے حکم سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی خدمت میں سرہند شریف حاضر ہوئے۔ فرماتے تھے کہ جب میں خدمت عالی میں حاضر ہوا اور حضرتؒ نے مجھ کو ذکر کی تعلیم دے کر توجہ فرمائی تو تھوڑی دیر کے بعد ارشاد فرمایا: میں تمہارے دل میں کسی عورت کی محبت کا نقش ایسا جما ہوا پاتا ہوں جس طرح کہ پتھر مٹی میں، سچ کہو کیا بات ہے جب تک کہ اس کی محبت کا نقش تمہارے دل سے نہ نکل جائے گا خدا کی محبت سے تم مستفیض نہیں ہوسکتے۔ میں نے کہا کہ پھوپھی کی کنیز سے میرا تعلق ہے اور میں اس کا شیفتہ ہوں۔ اس کے بعد آپ نے توجہ فرمائی اور اس کے تعلق سے میرے دل کو پاک کر دیا۔ اس کی محبت میرے دل سے اس طرح جاتی رہی گویا کبھی اس سے الفت ہی نہ تھی۔ (زبدۃ المقامات ص ۱۴۷ — ۱۴۸)

آپ کی توجہ کا اثر:

حضرت مولانا محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک درویش نے مجھ سے بیان کیا کہ میں ابھی حضرت کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا تھا، میں نے حضرت کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کرکے یہ راز دریافت کیا" کہ کیا وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک ہی صحبت میں غیر صحابی کامل اولیاء سے افضل ہوئے کیا اسی ایک صحبت میں ان پر کوئی ایسی حالت طاری ہوجاتی تھی کہ جس کے باعث وہ تمام اولیاء سے افضل

ہوگئے۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں تحریر فرمایا''اس سوال کا حل صحبت وخدمت سے تعلق رکھتا ہے''اس درویش کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کی صحبت بابرکت سے مشرف ہوا، اول ہی صحبت میں مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ اس کی شرح بیان میں نہیں آسکتی ۔آخراسی روز حضرت نے مجھے بلاکر فرمایا'' آج ہی تمہاری صورت حال کچھ اور ہوگئی ہے اسی سے اپنے سوال کا حل سمجھ سکتے ہو۔'' (زبدۃ المقامات ص ۲۷۸)

حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی لکھتے ہیں:

عرض داشت کمترین بندگان احمد آنکہ مرشدِ علی الاطلاق جلّ شانہ بہ برکتِ توجہِ عالی بہر دوطریق جذبہ و سلوک تربیت فرمودو بہر دوصفت جمال وجلال مربی ست حالا جمال عینِ جلال ست وجلال عین جمال۔

ترجمہ: حضور کا کمترین خادم احمد عرض کرتا ہے کہ مطلق طور پر ھدایت کرنیوالے یعنی اللہ تعالیٰ جلّ شانہ نے آنجناب کی توجہ عالی کی برکت سے جذبہ اور سلوک کے دونوں طریقوں اور جمال وجلال کی دونوں صفتوں سے تربیت فرمائی ہے۔اب جمال عین جلال ہے اور جلال عین جمال ہے۔

شرح:

ابتداء مکتوب میں حضرت امام ربانی قدس سرہ نے ذات حق سبحانہ وتعالیٰ کے لئے'' مرشد علی الاطلاق'' کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔کیونکہ رشد وھدایت دراصل اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر موقوف ہے اور وہی حقیقی طور پر مرشد و ہادی ہے بندگانِ خدا پر لفظ مرشد وہادی کا اطلاق مجازاً ہے۔ بعد ازاں حضرت امام ربانی قدس سرہ نے اپنے متعلق جذبہ وسلوک کے دونوں طریقوں اور جمال وجلال کی دونوں صفتوں سے تربیتِ باطنی کی نعمت حاصل ہونے کا اظہار فرمایا ہے۔ اس مضمون کو قدرے تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔ **وباللہ التوفیق**

جذبہ وسلوک کیا ہے۔۔۔؟

جذبہ: جذبہ' سیر انفسی کا نام ہے اللہ تعالی کے فضل اور مرشدِ کامل کی توجہات سے سیر انفسی میں عالمِ امر کے لطائف کا تزکیہ ہوجاتا ہے اور لطائف اپنی اصل میں فنا ہوجاتے ہیں یہ کیفیتِ جذب ہے اور اس تربیت کے حاصل کرنے والے کومجذوب کہتے ہیں

سلوک: سلوک سیر آفاقی کا نام ہے۔مرشدِ کامل کی ھدایت کے مطابق اتباعِ سنت وشریعت اور ریاضت ومجاھدہ کے ذریعے طہارتِ نفس وعناصر حاصل کرنا سیرِ آفاقی ہے۔اس کوسلوک کہتے ہیں اور اس قسم کی تربیت حاصل کرنے والے کوسالک کہا جاتا ہے۔

جذبہ سلوک سے مقدم ہوتو ایسے مرید کومجذوب سالک کہتے ہیں۔اگر سلوک جذبے پر مقدم ہوتو ایسے مرید کوسالک مجذوب کہتے ہیں۔حضراتِ نقشبندیہ جذبے کوسلوک پر مقدم رکھتے ہیں اسی لئے اکثر نقشبندی صوفیاء مجذوب سالک ہوتے ہیں دیگر سلاسل کے بزرگ سلوک کو جذبے پر مقدم کرتے ہیں اسی لئے ان کے اکثر صوفیاء سالک مجذوب کہلاتے ہیں۔

یہاں مجذوب کا عوام میں متعارف معنیٰ مراد نہیں بلکہ مجذوب کا لفظ توجہِ شیخ سے فیضیاب ہونے والے پابند شریعت صوفی پر استعمال فرمایا ہے۔

اقسامِ جذبہ

جذبہ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) جذبہ بدایت　　　(۲) جذبہ نہایت

جذبہ بدایت کو جذبہ صوری اور جذبہ نہایت کو جذبہ حقیقی کہتے ہیں۔ جذبہ بدایت سلسلہ نقشبندیہ کا

خاصہ ہے جوحضرت خواجہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کا خصوصی فیضان ہے۔اندراج النہایت فی البدایت کا بھی یہی مفہوم ہے۔جذبہ نہایت تمام سلاسل،طریقت میں مشترک ہے۔

تعبیراتِ جمال وجلال

صوفیاء کرام کے نزدیک جمال وجلال کے متعدد مفہوم ہیں مثلاً

(۱) جمال سے مراد اللہ تعالیٰ کا انعام واکرام ہے جو بصورتِ راحت ورحمت اور صحت وشفاء ظاہر ہوتا ہے۔

(۲) جلال سے مراد اللہ تعالیٰ کا قہر وغضب ہے۔جو بصورتِ رنج والم وتکلیف ومصیبت ظاہر ہوتا ہے۔

(۳) جمال سے مراد تجلّی لطف ورحمت ہے۔تمام افعال وآثار خیرات وطاعات اور اعمالِ عبادات وحسنات کا مصدر اسی تجلی جمال سے وابستہ ہے۔

(۴) جلال سے مراد تجلی قہاری ہے۔تمام افعال وآثار ضلالت وشرارت اور اعمالِ کثافت کا صدور اسی تجلیِ جلال سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۵) جمال سے مرتبہء وحدت اور جلال سے مرتبہء احدیت بھی مراد لیا گیا ہے۔

(۶) جمال سے التفاتِ محبوب اور جلال سے استغناء محبوب مراد ہے۔واللہ اعلم۔

سالک جب تزکیہ نفس کے بعد مقامِ معرفت پر فائز ہوتا ہے اور جذبہ وسلوک کی دونوں جہتوں سے حصہ پاتا ہے اور جمالی وجلالی صفتوں کے ساتھ تربیت پاتا ہے تو اس کو ذات حق سبحانہ وتعالی کے ساتھ محبت ذاتی کا مرتبہ حاصل ہوجاتا ہے اس مرتبے میں اسے جمال اور جلال دونوں یکساں نظر آتے ہیں۔کیونکہ جمال اور جلال دونوں اللہ تعالیٰ کے فعل ہیں۔محبوب کے فعل بھی محبوب ہوتے ہیں۔اسی لئے جمال وجلال کی خصوصیات اس کی نظر سے اوجھل رہتی ہیں اور اس کی ساری توجہ صرف محبوب کی طرف رہتی ہے۔(مکتوب ۶ ،البینات جلد ا صفحہ ۲۵۷ تا ۲۶۰)

اسی طرح امام ربانی مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں:

چون حدوثِ این قضیۂ نزول پُرزود بود وحقیر را بواسطۂ تناول جلاب ضعفے طاری شدہ بود بانجام کار این نزول نپر داخت ان شآء اللہ تعالیٰ ظاہر خواہد شد۔

ترجمہ: چونکہ نزول کے اس معاملہ کا واقع ہونا قوی اور زوردار تھا اور اس حقیر کو اسہال (جلاب آور دوا) لینے کی وجہ سے کمزوری لاحق ہوگئی تھی، اس لئے نزول کے نتیجہ میں مشغول نہیں ہوا، ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ ظاہر ہوجائے گا۔

شرح: آپ کے اس فرمان سے دو امر ثابت ہوئے پہلا یہ کہ راہِ طریقت میں سالک کے لئے مجاہدہ وریاضت کے ساتھ ساتھ شیخ کی باطنی توجہات بھی ضروری ہیں اور اس کے لئے سالک کو کمالِ اہتمام اور اخلاص کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ سالک کو جس طرح عروجی مراتب میں مرشد کی توجہ درکار ہے اسی طرح نزول کے مرتبوں میں بھی خصوصی توجہ کی ضرورت باقی رہتی ہے اور سالک (مرید) کسی وقت بھی اپنے شیخ کی توجہات سے بے نیاز نہیں ہوسکتا۔

دوسرا یہ کہ باطنی امور کے کشف وظہور میں صرف ہمت اور وظائف طریقت کی ادائیگی کے معاملات کے لئے سالک کی ظاہری جسمانی صحت وتندرستی بھی لازمی ہے کیونکہ جسمانی صحت روحانی صحت پر اثرانداز ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن وسنت اور طب نبوی ﷺ میں حفظانِ صحت کے اصول و قواعد بتائے گئے اور معاملاتِ زندگی میں اعتدال وتوازن کی طرف خاص توجہ دلائی گئی ہے۔ سالک کو چاہیئے کہ وظائفِ عبودیت بجالانے اور آدابِ طریقت ادا کرنے کے لئے جسمانی صحت و علاج معالجہ کے اصولوں پر بھی مکمل طور پر کاربندر ہے۔ حدیث نبوی ﷺ فان لجسدک علیک حقا (تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے) اسی امر پر دال ہے۔

ہمارے مشائخ کے نزدیک عبادات ومعاملات کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ رزق، صحت

اور دوا جیسی نعمتوں کا بھی مناسب اہتمام و استعمال ہونا چاہیئے ،غیر شرعی جسمانی مشقتوں اور غیر مسنون چلوں وریاضتوں کے ذریعے روحانی ترقی حاصل کرنے کی بجائے سنت وشریعت پر عمل کر کے روحانی ارتقاء حاصل کرنا چاہیئے چنانچہ عزیمت پر عمل کرنا خصوصیتِ نقشبندیہ میں سے ہے۔

(مکتوب ۱۷، البینات جلد ۱ صفحہ ۵۱۳ تا ۵۱۴)

حضرت پیر حافظ عبد الکریم نقشبندی عیدگاہ شریف والے کی جب کسی طالب پر نظر پڑتی تھی اس کا حال متغیر ہوجاتا تھا اور بے خودی اور جذب ومحویت کے آثار ظاہر ہوجاتے تھے ۔

(کنز القدیم فی آثار الکریم، ص ۱۹)

ایک ہی توجہ کی نگاہ سے موت آپڑی:

حضرت شیخ فرید الدین عطار نیشاپوری لکھتے ہیں۔

نقل است کہ بوتراب نخشبی رحمۃ اللہ علیہ مریدی داشت عظیم گرم وصاحب وجد ہردو بیامدند بہ بسطام کہ چشم مرید بوتراب بر بایزید افتاد بلرزید، ودرحال خشک شدو بمرد، شیخ گفت درنھاد این جوان کاری بود ہنوز وقت کشف آن نبود درمشاہدہ بایزید آن کار بہ یکبار براو افتاد طاقت نداشت فروشد۔

شیخ ابوتراب کا ایک مرید بڑا گرم اور صاحب وجد تھا ایک دن شیخ ابوتراب اس کو سلطان العارفین حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے گئے ۔ جب سلطان العارفین حضرت ابو یزیدؒ کی نظر اس مرید پر پڑی تو مرید زمین پر گر پڑا اور تڑپ کر واصل بحق ہوگیا۔ سلطان العارفین حضرت شیخ ترابؒ نے کہا کہ حضرت ایک ہی نگاہ اور موت تو آپ نے فرمایا ابوترابؒ اس نوجوان کے بدن میں ایک نور تھا جس کا افشاں ہونے کا ابھی تک وقت نہیں آرہا تھا حضرت سلطان العارفین حضرت ابو یزیدؒ کی نگاہ توجہ سے وہ فوراً افشاں ہوگیا اسے اس جلال کی قوت برداشت نہ تھی اس نے دم توڑ دیا۔

(تذکرۃ الاولیاء ص ۱۵۳)

حدیث فعلی میں توجہ اور تصرف کی مثال:

حضور اکرم ﷺ جب غارِ حرا میں تھے۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور تین بار فرمایا

اقرأ دو دفعہ حضور ﷺ نے جواب دیا ما انا بقاری۔ مگر تیسری بار حضرت جبریل علیہ السلام نے سینہ

سے لگا کر چھوڑا تو حضور ﷺ نے پڑھنا شروع کر دیا۔

بخاری کی اس حدیث کی شرح میں عارف کامل محدث اجل عبداللہ ابن ابی جمرہؒ نے فرمایا ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخذنى فغطنى. الخ فيه دليل على ان اتصال جرم الغاط بالمغط وضمه اليه تحدث به فى الباطن قوة نورية متشعشعة تكون عونا على حمل ما يلقى اليه لان جبريل عليه السلام لما اتصل جرمه بذات محمد السنية حدث له بذلك ماذكرناه وهو حمله ما القى اليه ووقوفه لسمع خطاب الملك ولم يكن قيل له ذلك وقد وجد ذلك اهل الميراث من اهل الصوفة المتبعين المحققين۔ (بهجة النفوس ص ١٦ ج ١)

ترجمہ: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دبانے والے کا اتصال اس کے جسم سے ہوا جسے بھینچا گیا۔ جو ایک طریقہ حصول فیض کا ہے۔ تو اس جسم کے اتصال سے باطن میں ایک قوت نورانیہ پیدا ہو جاتی ہے اور اس قوت سے دوسرا شخص اس بوجھ کے اٹھانے کے قابل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جب جبریل علیہ السلام کا جسم مبارک رسولِ اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے متصل ہوا تو اس میں وہ کیفیت نورانیہ پیدا کر دی جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ مزید یہ کہ فرشتہ کی آواز سنی جو اس سے پہلے نہ سنی تھی۔ اور متبعینِ سنت اور محققین صوفیاء جو اصل وارث ہیں نے یہی طریقہ حاصل کیا ہے۔ اس حدیث مبارکہ کے تحت لامع الدراری علی جامع البخاری میں لکھتے ہیں:

شاہ عبدالعزیز اور توجہ کی اقسام اربعہ

واجادشیخ مشائخنا الشاہ عبدالعزیز فی تفسیرہ فی حکمۃ ھذہ الضغطۃ فقال مامعربہ ان ھذہ الضغطۃ کانت الانشاء اثر روحانیۃ جبرئیل علیہ السلام فی روحہ ﷺ وذالک ان تاثیر المشائخ الکاملین فی نفس الاخر الذی یعبرو نہ فی اصطلاحھم بالتوجہ علی اربعۃ انحاء الاول تاثیر انعکاسی مثالہ رجل لطخ علی جسدہ طیبا کثیرا ومعطرات غالیۃ یفوح منہا الریاح الطیبۃ الکثیرۃ فجلس فی مجلس وحولہ عصابۃ تمتعوا بھذہ الریاح وتدخل ھذہ الریاح الطیبۃ فی مشامھم فیتاثرون بھا وھذا اضعف التاثیرات لان اثرہ یبقی مادامو افی مجلس ھذا الشیخ والثانی تاثیر القاء بمنزلۃ رجل اخذ سکرجۃ والقی فیہامن الزیت والفتیلۃ وذھب عند الشیخ فاخذ منہ لھبانور مصباحہ کان الشیخ القی فیہ انوارہ وھذا اقویٰ من الاول اذیبقی اثرہ بعدصدورہ من مجلس الشیخ ومع ذالک لوعارض مصباحہ شیئ من الریح الشدید وغیرہ اطفیٰ نورہ وایضالایکون فی ھذا النوع مزید اصلاح لنفس المرید لانہ لم یوثر فیہ الشیخ الابالقاء نورہ فمدار اصباحہ علی نظافۃ زیتہ وجودۃ فتیلتہ ان کانتا اجود کان الضیاء ایضا جیدا والافلا۔الثالث تاثیر اصلاحی بمنزلۃ رجل حفر نہراً واصلح صنعتہ واوصلہ الی البحر لیجری منہ الماء فی نہرہ وجعلہ فی نزول عند البحر حتیٰ یجری منہ السیل فی نہرہ بالسرعۃ والشدۃ وھذا التاثیر اقویٰ من الاولین فان فیہ یزول العوارض المانعۃ من جریان الماء کالتراب

والاوراق وغيرذالك فانهاتسيل مع الماء الاان يقع عارض فی النهر من الخرق والنقب وغيرذالك۔الرابع تاثيراتحادی بان يجعل روحه الحامل للكمالات العلية متحدا بروح المسترشد بالقوة والشدة والضغطة ومعلوم ان هذا التاثير اقوىٰ التاثيرات السابقة وذكر فی ذالك قصة معروفة لشيخ مشائخنا النقشبندية الخواجه باقی بالله شيخ حضرت المجدد الف ثانی رحمة الله عليه التی وقعت مع الطباخ الذی هيأ ضيافة اضياف شيخ المشائخ رحمة الله عليه قال الشيخ فغطة جبرئيل عليه السلام كان من هذا القبيل حتی تاثر روحه الشريف بروحانية جبرئيل عليه السلام الملكية واصطبغ به اصطباغا تاما قلت وهذا توجيه لطيف لاينكره الامن جهل هذا الطريق۔

ترجمہ: شیخ المشائخ الشاہ عبدالعزیز اپنی تفسیر میں اس حدیث کی حکمت میں اپنی کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ کچھ دبانا اس لیئے تھا کہ جبرائیل علیہ السلام کی روحانیت حضور علیہ السلام کی روح میں شامل ہو جائے اس لیئے کہ کاملوں کی تاثیر جو دوسرے کے اندر اثر پیدا کرتی ہے جس کو اہل طریقت کے عرف میں توجہ کہتے ہیں چار طرح سے ہوتی ہے۔

اول: تاثیر انعکاسی وہ ایسی ہے جیسے کوئی شخص خوب عطر لگا کر مجلس میں آوے اور اس عطر کی خوشبو سب ہمنشینوں کے دماغ کو معطر کر دے پس یہ قسم سب قسموں میں توجہ کی ضعیف ہے کیونکہ اس کا اثر تب تک ہی ہے جب تک اس کی صحبت ہے بعد اس کے کچھ باقی نہیں رہتا۔

دوسری: تاثیر القائی : وہ اس قسم کی ہے جیسے کوئی شخص بتی اور تیل دیے میں ڈال کر لایا اور دوسرے شخص کے پاس آگ تھی اس نے اس کو روشن کر دیا پس چراغ تیار ہو گیا اس قسم کی تاثیر البتہ کچھ قوت رکھتی ہے کہ سیکھنے سکھانے کی صحبت کے بعد بھی اس کو اثر باقی رہتا ہے لیکن جب

کوئی صدمہ پہنچا جیسے آندھی یا مینھ یا کوئی اور آفت تو اسکا اثر جاتا رہتا ہے کیونکہ یہ تاثیر نفس اور لطیفوں کو درست نہیں کرسکتی ہے جیسے خام تیل اور بتی اور دیے کو فقط شعلہ سنوار نہیں سکتا۔

تیسری: تاثیر اصلاحی: اس کی مثال گویا کہ ایک شخص کی ہے کہ جو ایک نہر کھود کر اس کو درست کرتا ہے پھر دریا تک پہنچاتا ہے تاکہ دریا سے اس نہر میں پانی آجائے اور اس نہر کو دریا سے نیچے کر دیتا ہے تاکہ دریا سے اس میں پانی شدت اور تیزی سے آجائے کیونکہ اس میں پانی کو روکنے والی اشیاء مثلاً مٹی، پتے اور خس وخاشاک پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہہ جاتی ہیں ہاں اگر نہر میں کوئی پھٹن یا سوراخ ہو تو پھر پانی کا نقصان ہوگا۔ اس قسم کی تاثیر پہلی دو تاثیروں سے بہت قوی ہے اسی طرح نفس کی اصلاح اور ستھرائی لطیفوں کی بھی اس میں ہوتی ہے لیکن خزانے (دل) کی استعداد راہ کی مسافت کے موافق فیضان ہوتا ہے نہ کنوئیں اور دریا کے برابر اور ان سب باتوں کے ساتھ بھی اگر خزانے (دل) میں کچھ آفت یا فتور واقع ہوجائے تو البتہ نقصان پڑ جاتا ہے

چوتھی تاثیر اتحادی: کہ شیخ اپنی روح باکمال کو طالب کی روح کے ساتھ خوب زور سے ملاوے کہ شیخ کی روح کا کمال طالب میں اثر کر جاوے اور یہ مرتبہ سب قسم کی تاثیروں سے زیادہ تر قوت رکھتا ہے کیونکہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہوجانے سے دونوں کے جو کچھ کہ شیخ کی روح میں ہے طالب کی روح میں سما جاتا ہے اور بار بار حاجت فائدہ لینے کی نہیں رہتی ہے سو اولیاء اللہ میں اس قسم کی تاثیر بہت کم پائی گئی ہے چنانچہ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ سے منقول ہے کہ ایک روز آپ کے مکان پر کئی مہمان آگئے اور اس روز آپ کے ہاں کچھ کھانے کی قسم سے موجود نہ تھا اس واسطے ان کو کمال تشویش ہوئی اور ان کے کھانے کی تلاش کرنے لگے اتفاقاً ایک نان بائی کی دکان آپ کے مکان کے متصل تھی اس نے اس بات کی خبر پا کر ایک خوان روٹیوں کا بھرا ہوا روٹیوں کا خوب مکلف مرغن نہاری کے ساتھ آپ کے سامنے لاکر حاضر کیا آپ اس کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے

اور فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے اس نے عرض کی کہ مجھ کو اپنے جیسا کر دیجئے فرمایا کہ تو اس حالت کا تحمل نہ کر سکے گا کچھ اور مانگو مگر وہ اسی بات کا سوال کئے جاتا تھا اور خواجہ انکار کرتے تھے جب وہ بہت سی عاجزی کرنے لگا تو ناچار ہو کر اس کو اپنے ساتھ حجرے میں لے گئے اور توجہ اتحادی اس پر کی جب حجرے سے باہر نکلے تو خواجہ میں اور اس نان بائی کی صورت شکل میں کچھ فرق باقی نہ رہا تھا لوگوں کو پہچاننا مشکل پڑا تھا لیکن اس قدر تھا کہ خواجہ ہوش میں تھے اور وہ نان بائی بے ہوش اور سرشار القصہ اس نان بائی نے تین روز کے بعد اسی سکر اور بے ہوشی میں وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ ۔حاصل کلام کا یہ ہے کہ تاثیر جبرئیل علیہ السلام کی اس بھینچنے میں تاثیر اتحادی تھی کہ اپنی روح لطیف کو بدن کے مساموں کی راہ سے آنحضرت ﷺ کے بدن میں داخل کر کے آپکی روح مبارک سے ملا دی اور شیر وشکر کے مانند گھل مل گئیں تو ایک عجیب حالت ملکیت اور بشریت کے درمیان میں پیدا ہوئی کہ بیان میں نہیں آسکتی ۔اور جو توجیہ بیان کی گئی حدیث مبارکہ کی بہت ہی لطیف ہے اور اس کا انکار نہیں کرتا مگر وہ جو اس طریق سے بے خبر ہو۔

(لامع الدراری علی جامع البخاری جلد ا ص ۵ ،تفسیر عزیزی پارہ عم ص ۲۴۵ سورۃ علق ،فتاوٰی عزیزی ص ۱۰۰ ایچ ایم سعید کمپنی)

توجہ شیخ اور فقہاء:

تصوف وسلوک کی خصوصیت میں سے منازل سلوک اور مقامات سلوک طے کرنا ہے جیسے کہ شامی ج ۴ ص ۲۳۹ پر ہے الطریقۃ ھی السیرۃ المختصۃ بالسالکین الی اللہ تعالیٰ من قطع المنازل والترقی فی المقامات۔

ترجمہ:اور اس مقصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ شیخ کامل کی توجہ ہے اور یہ ذریعہ محض ایجاد بندہ نہیں بلکہ اس کی اصل حدیث میں موجود ہے چنانچہ فتح الباری شرح بخاری ج ص ۸۹

وقال هذا القدر من الحديث اصل عظیم من اصول الدين وقاعدة مهمة من قواعد المسلمين وهو عمدة الصديقين وبغية السالكين وكنز العارفين وآداب الصالحين وقد ندب اهل التحقيق الى مجالسة الصالحين ليكون ذالك مانعا من التلبس بشئ من النقائص احتراما لهم واستحياً منهم۔

ترجمہ: فرمایا یہ حدیث (جبرئیل یا حدیث حسان رضی اللہ عنہ) اصول دین میں سے عظیم اصل ہے ۔اور قواعد مسلمین میں سے ایک اہم قاعدہ ہے ۔اور یہ حدیث صدیقین کی معتمد علیہ اور سالکین کی مطلوبہ چیز ہے ۔اور عارفوں کا خزانہ اور صلحاء کے آداب میں سے ہے ۔حقیقت یہ ہے کہ علماء محققین نے صلحاء کی مجالس کی ترغیب دلائی ہے تا کہ ان اولیاء اللہ وصلحاء کی مجلس ،عیوب ونقائص پیدا ہونے میں رکاوٹ بن جائے جس کی وجہ ان صلحاء کا احترام یا ان سے حیا کرنا ہوگا۔ (فتح الباری شرح بخاری ج ص ۸۹)

اور تحفۃ الباری میں توجہ صوفیاء کا واضح ثبوت بیان ہوا ہے۔

فاخذنی وغطنی ای ضمنی وعصرنی قال علماء الشريعة كان هذا الغط ضربا من التنبيه لاحضار القلب ليقبل بكلية الى مايلقى اليه وعليه وقال علماء الطريقة كان هذا الغط توجها باطنيا لايصال الفيض الروحاني وتغليب الملكية عن البشرية۔

ترجمہ: پس جبرئیل علیہ السلام نے مجھے پکڑا اور سینہ سے لگایا اور بھینچا۔علماء ظواہر کہتے ہیں کہ یہ بھینچنا دل کو متوجہ کرنے کیلئے ایک قسم کی تنبیہ تھی کہ جو چیز قلب پر القاء ہو وہ اسے قبول کرلے اور علماء طریقت کہتے ہیں کہ یہ سینے سے لگانا حصول فیض کیلئے باطنی توجہ تھی اور بشریت پر ملکیت کو غالب کرنا مقصود تھا۔

قيل الغط الاول فيتخلى عن الدنيا والثانية يستفرغ لما يوحىٰ اليه الثالثة

للموانسة ومثل هذا التصرف الباطنى ثابت بالكتاب والسنة وعليه السادة الصوفية قال الله عزوجل اذ يوحى ربك الى الملائكة انى معكم فثبتوا الذين امنوا اى بالقاء الخضية والتوجهات الباطنية ۔

پہلی مرتبہ بھینچنے سے مقصد دل کو دنیا سے خالی کرنا تھا، دوسری مرتبہ وحی کیلئے دل کو فارغ کرنا تھا اور تیسری مرتبہ انس پیدا کرنے کیلئے تھا۔ اسی طرح تصرف باطنی قرآن وسنت سے ثابت ہے اور اسی پر صوفیائے کرام کا عمل ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تیرے رب نے فرشتوں کی طرف وحی کی کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور ایمانداروں کو ثابت قدم رکھو یعنی القاء اورتوجہ باطنی سے ثابت قدم رکھو۔
(تحفۃ الباری جلد ۱ ص ۲۱)

فائدہ: ہمارے سلسلہ میں اس فعلی حدیث کی روشنی میں سالک پر ابتداء میں تین بار توجہ کی جاتی ہے اور یہی طریقہ ہمارے ہاں متوارث چلا آرہا ہے ۔

مشکوۃ میں حدیثِ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا واقعہ ان کی زبانی مذکور ہے

فَسَقَطَ فِي نَفْسِي مِنَ التَّكْذِيبِ وَلَا إِذْ كُنْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَدْ غَشِيَنِي ضَرَبَ فِي صَدْرِي فَفِضْتُ عَرَقًا وكأنما أنظر إِلَى الله عز وَجل

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلام کی تکذیب زمانۂ جاہلیت سے بھی زیادہ میرے دل میں واقع ہوگئی۔ جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ پر چھاتی ہوئی کیفیت دیکھی تو میرے سینے پر دست اقدس مارا تو میں پسینہ پسینہ ہوگیا۔ حالت یہ ہوگئی کہ گویا میں اپنے رب کو دیکھ رہا ہوں۔
(صحیح اسلم، رقم: مشکوۃ المصابیح، رقم: ۲۲۱۳)

علامہ علی بن سلطان محمد القاری، حنفی، نقشبندی، قدس سرہ فرماتے ہیں:

فَلَمَّانَالَهُ بَرَكَتُهُ يَدِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - زَالَ عِنْه الْغَفْلَة وَالْإِنْكَاروَصَارَفِي مَقَامِ الْحُضُورِوَالْمُشَاهَدَةِاھ.

ترجمہ: حضور ﷺ کے دستِ مبارک کی برکت سے صحابی کی غفلت زائل ہوگئی اور فوراً ہی مقام حضور و مشاہدہ حاصل ہوگیا۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب، فضائل القرآن، باب، اختلاف القراءت، ج،۵،ص، ۹۳، المکتبۃ الرشیدیہ، کوئٹہ)

وعن ابی بن کعب قال :قال رسول اللہ ﷺ یا ابا المنذر! اتدری أی آیۃ من کتاب اللہ تعالیٰ معک اعظم؟قلت :اللہ ورسولہ اعلم، قال :یا ابا المنذر! أتدری أیّ آیۃ من کتاب اللہ تعالیٰ معک أعظم؟ قلت :اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (بقرہ ۲۵۵)قال :فضرب فی صدری وقال لیھنک العلم یاأبا المنذر"(رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابومنذ ہر کیا تمہیں معلوم ہے کہ کتاب اللہ کی کون سی آیت تمہارے پاس سب سے عظیم ہے۔میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا :اے ابومنذر! کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے پاس کتاب اللہ کی کون سی آیت سب سے عظیم ہے؟ میں نے کہا :**اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ**۔حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پہ مارا اور فرمایا اے ابوالمنذر، خدا کرے تمہارا علم خوش گوار ہو۔

اس حدیث شریف کے تحت العلامہ المحدث عبد الحق الدہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں :**وفی الحقیقۃ کان درکہ ایضاً من تصرفہ ﷺ وتعلیمہ فی الباطن۔** یعنی حقیقت میں ان کے سینے میں علوم کا آنا، یہ آپ ﷺ کے تصرفات میں سے تھا اور علم باطن کی تعلیم تھی۔

(لمعات التنقیح فی شرح مشکاۃ المصابیح، جلد ۴ ص ۵۴۶)

علامہ ابوزہرا اویس بن عبداللہ المجتبیٰ الحسینی لکھتے ہیں:

التوجہ:

بعدفتح مكة همّ فضالة بن عمير أن يقتل رسول الله ﷺ وهويطوف بالبيت،فلمادنامنه قال له رسول الله ﷺ :اى فضالة ،قال:نعم يارسول الله ﷺ فقال :ماذا كنت تحدث به نفسك؟قال:لاشئ، كنت اذكرالله ،فضحك النبى ﷺ ثم قال :(استغفرالله)،ثم وضع يده على صدره فسكن قلبه وكان فضالة ،يقول :والله مارفع يده عن صدرى حتى ماخلق الله شيئاً احب منه۔وتأثيره ﷺ بمجردتوجيه نظره إلى شخص فى السنة كثير،وهذه الافاضة ممايتوارثه الأولياءعن سيدالمرسلين ﷺ فيستطيعون باذن الله أن يزكوامريدهم المستعدين لذلك بافاضة الأنوارعلى قلوبهم حتى تخلص وتزكوانفوسهم۔

ترجمہ:توجہ :فتح مکہ کے بعدفضالہ بن عمیر نے قصداورارادہ کیا کہ آپ ﷺ مبارک کوقتل کردے اورآپ ﷺ مبارک طواف فرمارہے تھے جب وہ آپ ﷺ کے قریب پہنچا توآپ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ اے فضالہ؟ تواس نے جواب دیا، جی یارسول اللہ ﷺ توآپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے دل میں کیاسوچ رہے ہو؟ توفضالہ نے کہا کہ کچھ نہیں میں تواللہ کاذکرکررہاہوں ۔توآپ ﷺ مبارک مسکرانے لگے پھرفرمایااللہ سےتوبہ کر۔پھرآپ ﷺ مبارک نے اپنادست مبارک اس کے سینے پر رکھاپس اس کے دل کوسکون اورقرارملا۔فضالہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ! آپ ﷺ نے اپنادست مبارکہ میرے سینے سے اٹھایاہی نہیں تھاحتی کہ اللہ کی مخلوق میں سےسب سے زیادہ محبوب مجھےآپ ﷺ کی ذات ہوگئی۔آپ ﷺ کی تاثیرخالص کسی کی طرف دیکھنے کےساتھ احادیث مبارکہ میں کثرت کے ساتھ مروی ہے۔اوریہ افاضہ (یعنی توجہ)وراثت میں اولیاءکرام کوملی ہےآپ ﷺ کی ذات بابرکات سے۔تویہ طاقت رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے کہ یہ مریدین مستعدین کاتزکیہ کریں انوارکے فیضان سےان کے دلوں پر۔یہاں تک کہ مخلصین اوران کاتزکیہ نفوس ہوجائے۔

(الاشارات السنیۃ لسالکی الطریقۃ النقشبندیۃ ص۱۴۶ انظر القصۃ فی البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ج ۴ ص ۳۰۸)

فائدہ:

۱۔توجہ کرنے کی غرض وغایت، سالکین کے دلوں سے غفلت کو دور کرنا اور نور ایمان کو تیز کرنا ہوتا ہے

۲۔حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے معلوم ہوا کہ توجہ سے انکشاف ہوجاتا ہے۔

۳۔مجاہدات اور ریاضت کے ذریعے سالہا سال اتنا فائدہ نہیں ہوتا جو شیخ کی تھوڑی سی توجہ سے حاصل ہوجاتا ہے۔

۴۔شیخ کی توجہ کے بغیر محض مجاہدات سے منازل سلوک طے نہیں ہوسکتے کیونکہ سلوک اور تصوف ،القائی اور انعکاسی عمل ہے۔

۵۔توجہ کے لئے قلب میں قبولیت کی استعداد کا ہونا ضروری ہے۔